مَن یُّرِدِ اللہُ بِہٖ خَیراً یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّین

فتاویٰ اشرفیہ

حصہ اول

از افاضات واقف رموز شریعت ماہر اسرار طریقت جامع علوم نقلی
وعقلی واقف اسرار خفی وجلی حضرت مولنا مولوی محمد اشرف علی
صاحب تھانوی دامت فیوضہم

حسب فرمایش عالیجناب حضرت مولنا مولوی محمد یحیی صاحب منتظم

مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ میں طبع ہوا

قیمت ۴ر

فہرست مضامین فتاویٰ اشرفیہ حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال - زید نے بلا تصریح و اعلان تبرع و دین کے کسی قدر روپیہ عمرو عم حقیقی اپنے کو دیا کہ ایک مکان نشستگاہ اندر زمین اپنی کے بنالو عمرو نے اس روپیہ سے اپنی زمین مملوکہ میں اپنی خشت سے ایک مکان بنالیا اب زید وارثان عمرو سے بعد وفات عمرو طالب اُس زر کا ہے جو مزدوری مزدوران و معماران میں صرف ہوا ہے پس عند اللہ و عند الرسول استرداد اس روپیہ کا زید کو وارثان عمرو سے آتا ہے یا نہیں؟

الجواب صورۃ مسئولہ میں زید نے جو عمرو کو روپیہ دیا ہے عند الشرع ہبہ ہے اگرچہ کوئی تصریح نہیں کی مگر ظاہر قرینہ ہبہ پر دلالت کرتا ہے اور ہبہ میں قرینہ بھی تملیک کیلئے کافی ہے قلت نقد افادان التلفظ بالایجاب والقبول لایشترط بل تکفی القرائن الدالة علی التملیک کمن دفع الی الفقیر شیاء وقبضه ولم یتلفظ واحد منهما بشیء انتهی در مختار ص ۵۰۶ اور جب ہبہ متحقق ہوگیا اور عمرو وفات پاچکا ہے اب زید کو وارثان عمرو سے کچھ دعوے نہیں پہنچتا اور استرداد اسکا ہرگز جائز نہیں کیونکہ موت احد المتعاقدین مانع رجوع ہبہ ہے والمیم موت احد المتعاقدین در مختار با شامی ص ۵۱۶ واللہ اعلم +

سوال کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد دیرینہ قصبہ سے دور عرصہ سو برس سے مردمان بود و باش کرنے لگے اور ایک مسجد

جدید ناتمام بفاصلہ تیس قدم مسجد مذکور سے ہے اگر مسجد کہنہ کو مسمار کرا کر مسجد جدید میں، جو آباد ہے اس میں اسکی خشت وغیرہ لگائی جائیں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - اگر مسجد کہنہ سے استغنا ہوگیا ہی تو اس کا ملبہ مسجد جدید میں لگانا جائز ہی نہیں تو وہ ملبہ بالکل ضائع جاویگا اس سے بہتر ہے کہ اس مسجد جدید میں لگا دیں والذی ینبغی متابعۃ المشائخ المذکورین فی جواز النقل بلا فرق بین مسجد او حوض کما افتی بہ الامام ابو شجاع والامام الحلوانی وکفی بہما قدوۃ ولاسیما فی زماننا فان المسجد او غیرہ من رباط او حوض اذا لم ینقل یاخذ القاضہ اللصوص والمتغلبون کما ھو مشاھد وکذلک اوقافہ یاکلہا النظار او غیرھم ویلزم من عدم النقل خراب المسجد الاخر المحتاج الی النقل الیہ شامی جلد ثالث ص ۳۷۲ واللہ اعلم۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین در باب عام قبرستان کے کہ آیا یہ وقف غیر مملوک ہے یا جو اسکا متولی و محافظ و خادم و قابض ہو بحیثیت قبضہ اسکا مملوک ہو جاتا ہے اور وہ اسمیں تصرفات مالکانہ بیع و شراء وغیرہ جاری کر سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا؟

الجواب - عام قبرستان وقف ہوتا ہے اور سوا اللہ جل شانہ کے کوئی اسکا مالک نہیں ہوتا اور جب وقف ہو تو متولی بحیثیت قبضہ اسکا مالک نہیں بن سکتا اور اسمیں کوئی تصرف مالکانہ بیع و شراء وغیرہ نہیں کر سکتا اور اگر کسی نے اسے بیع کیا وہ بیع قابل فسخ ہے کتاب ہدایہ میں جس جگہ مسائل مہمان سرائے و مسافر خانہ و مقابر وغیرہ کے بیان کئے ہیں وہاں لکھا ہے۔ وعند ابی یوسفؒ یزول ملکہ بالقول وعند محمد اذا استقی الناس من السقایۃ وسکنوا الخان والرباط ودفنوا فی المقبرۃ زال الملک یعنی امام ابو یوسف کے نزدیک یہ چیزیں مذکورہ بیان کر دینے سے وقف ہو جاتی ہیں اور ملک سے نکل جاتی ہیں اور امام محمد کے

مسئلہ (۲) وقف عام قبرستان

نزدیک جب لوگ سقایہ سے پانی پینے لگیں اور مسافر خانوں میں رہنے اترنے لگیں اور قبرستانوں میں مدفون ہونے لگیں ملک جاتی رہتی ہے اور وقف ثابت ہو جاتا ہے ہدایہ مصطفائی جلد اول صـ ۶۲۶ اور کتاب عالمگیری میں یہی مضمون لکھکر لکھتے ہیں ذکر فی المبسوط ان الفتوی علی قولہما فی ھذہ المسائل وعلیہ اجماع الامۃ کذا فی المضمرات پس ثابت ہوا کہ عام قبرستان وقف ہوتا ہے اور کوئی شخص متولی وغیرہ اسمیں استحقاق ملکیت کا نہیں رکھتا اور نہ کسی کا بیع وشراء اسمیں جاری و درست ہوسکتا ہے اور جو بیع واقع ہوئی ہو فسخ کرنا چاہئے ہدایہ میں لکھا ہے واذا صح الوقف لم یجز بیعہ ولا تملیکہ صـ ۶۲ یعنی جب وقف درست ہوچکا اب اُسکا بیع کرنا اور کسی کی ملک بنانا جائز نہیں واللہ اعلم +

مسئلہ (۱) تعیین اوقات مصافحہ

سوال چہ مے فرمایند علمائے دین دربارہ کثرت مصافحہ بروز جمعہ و بعد نماز عیدین و بعد نماز پنجگانہ بخصوصیت وقت مصافحہ بدعۃ قبیحہ مے شود یا موجب اجر عظیم

الجواب مصافحہ کردن مطلقاً سنت ست بوقتے خاص مخصوص نیست پس تخصیص آں بروز جمعہ وعیدین و بعد نماز پنجگانہ وتراویح بے اصل است ہاں اگر درہمیں اوقات یکسے بعد مدتے ملاقات شود با و مصافحہ کردن مضائقہ ندارد نہ اینکہ از خانہ یا مسجد یا عیدگاہ ہمراہ آیند و پس از نماز مصافحہ و معانقہ کنند واللہ اعلم

مسئلہ (۲) ادائے فرض بجماعت و تراویح بامام

سوال چہ حکم است اندرین صورۃ کہ دوسہ مردم بعد ادائے نماز فرض کہ امام بجماعۃ تراویح مشغول است دراں مسجد حاضر شدند آں اشخاص نماز فرض بجماعۃ ادا نمایند یا علیحدہ علیحدہ خواندہ شامل جماعۃ تراویح شوند و بازش نماز وتر را با امام بخوانند یا تنہا چونکہ امام را بجماعۃ فرض نیافتہ است۔

الجواب اگر دوسہ مردم بعد ادائے جماعۃ فرض کہ امام بتراویح مشغول است در مسجد آمدند فرادیٰ فرادیٰ فرض گذاردہ شامل امام شوند و نماز وتر با امام خوانند

اگرچہ فرض با امام نیافتند ولو ترکوا الجماعۃ فی الفرض لم یصلوا التراویح جماعۃ لانہا تبع فمصلیہ وحدہ یصلیہا معہ درمختار اما لو صلیت بجماعۃ الفرض وکان رجل قد صلی الفرض وحدہ فلہ ان یصلیہا مع ذلک الامام شامی جلد اول ص ۴۷۶ ولو لم یصلہا ای التراویح بالامام او صلاہا مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معہ بقی لو ترکہا الکل ہل یصلون الوتر بجماعۃ فلیراجع درمختار قولہ فلیراجع قضیۃ التعلیل فی المسئلۃ السابقۃ بقولہم لانہا تبع ان یصلی الوتر بجماعۃ فی ہذہ الصورۃ لانہ لیس بتبع للتراویح ولا للعشاء عند الامام رحمۃ اللہ انتہی حلبی طحطاوی مصری جلد اول ص ۲۹۷ ازیں روایۃ معلوم شد کہ ہرگاہ نماز تراویح کہ تابع فرض است متخلف جماعۃ فرض را بجماعۃ گزاردن جائز است پس وتر کہ نہ تابع تراویح و نہ تابع عشا بجماعۃ گزاردن چگونہ روا نباشد ‡

مسئلہ (۱۰) سوم و دہم و فاتحہ وغیرہ

سوال طریقہ فاتحہ گذشتگان اعنی سوم و دہم و چہلم و ششماہی و سالیانہ کہ دریں دیار مروج ست دریں بعض علماء وقت اختلاف مے کنند بدعۃ شنیعہ و مکروہ مے گویند و اقوال چند بر درستی او ست و بعض ہم مے گویند کہ طعامے کہ بعد موتی بہ نیت ثواب پزند و بر دست بر داشتہ فاتحہ دہند آں طعام بباعث فاتحہ گندہ شود کہ طریقہ فاتحہ در زمان نبوی و اصحاب کبار و تابعین و اتباع تابعین نبود و طعام و شیرینی کہ نیاز بزرگان ست مردار است

الجواب۔ سوم و دہم و چہلم وغیرہ ہمہ بدعات و ماخوذ از کفار ہنود ست و آنکہ طعام و پیش نہادہ چیزے مے خوانند ایں ہم طریقہ ہنود است ترک چنیں رسوم واجب است کہ من تشبہ بقوم فہو منہم و ہرگاہ طعام بچنیں بدعات متلبس شد بہتر آنکہ ایں چنیں طعام نخوردہ شود کہ دع ما یریبک الی ما لا یریبک و طعام و شیرینی کہ نیاز بزرگان مے باشد در و دو جہت است بعضے جہال بہ نیت تقرب بدیشان و طلب مرادہا از ایشاں مے کنند ایں شرک است و ایں چنیں طعام یا شیرینی خوردن حرام است و ما اہل بہ

نعیر اللہ و بعضے محض برائے خدا مے کنند ونیت مے دارند کہ خدا تعالےٰ ثوابش بروح فلانے بزرگ رساں ایں جائز است وچنیں طعام وشیرینی ہم حلال واللہ اعلم۔

سوال۔ بوسہ دادن ابہام را بر لفظ محمدؐ در اذان وغیرہ جائز ست یانہ ؟

الجواب۔ بوسہ دادن ابہام بر لفظ محمدؐ اصلے ندارد از کدامے نقل صحیح ثابت نشد محض طریق اختراعی وابتداعی است اگر گویند تعظیم اسم مبارک مے کنند پرسیدہ شوند کہ دیگر وقت ماسوائے اذاں اگر کسے اسم مبارک بر زبان راند چرا تعظیم نمے کنند وچنیں امور تعظیم ومحبت نیست محبت وتعظیم ہمان است کہ خدا ورسول شمردہ قل ان ھدی اللہ ھو الھدی ع دوستی بیخرد چوں دشمنی است واللہ تعالےٰ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دربارہ پاک ہونے چرم اس حیوان کے جو بقضائے اپنے فوت ہوا اور قوم چمار اسکا گوشت حرام اپنے تصرف میں لاتے ہیں اور چرم کو اُسکی دباغت دیکر جفت پاپوش وغیرہ طیار کرتے ہیں جملہ مسلمانان اہل سنت وجماعۃ میں یہ امر رواج یافتہ ہے کہ بعد وضو کے پاؤں دھوکر اسمیں رکھتے ہیں اس صورۃ میں پاؤں اُسکا اور لباس مصلی کا پاک رہا یا نجس ہوا اور دباغت دادہ کافر چرم اصل مردار کیونکر پاک ہوا ؟

الجواب۔ سوائے خنزیر کے کہ وہ نجس العین ہے اور سوائے انسان کے کہ وہ مکرم ومحترم ہے اور سب جانوروں کا چرم دباغت سے پاک ہوجاتا ہے اگرچہ وہ جانور مردار ہو وکل اھاب دبغ فقد طھر وجازت الصلوۃ فیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والادمی لقولہ علیہ السلام ایما اھاب دبغ فقد طھر ہدایہ جلد اول ص ۲۴ عن میمونۃ قالت اھدی لمولاۃ لنا شاۃ من الصدقۃ فماتت فمر بھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا دبغتم اھابھا فاستمتعتم بہ فقالوا یارسول اللہ انھا میتۃ قال انما حرم اکلھا ابوداؤد جلد ثانی ص ۲۱۳ اور بہت حدیثیں

اس مضمون کی ہیں من شاء فلیرجع الی کتب الحدیث پس جب چرم مدبوغ پاک ہوا تو
اسمیں ڈالنے سے بھیگا پاؤں ناپاک نہیں ہوتا ۔

سوال۔ ہنود کے ہاتھ سے پانی پینا یا کوئی شئے پختہ کھانی درست ہے یا نادرست
ہے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اگر درست ہے تو کس صورۃ سے درست ہے
کافر نجس العین ہے یا کچھ کم؟

الجواب انسان نجس العین نہیں اگرچہ کافر مشرک ہو بعضے لوگوں کو آیۃ
کریمہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام سے شبہ ہوجاتا ہے کہ
مشرک نجس العین ہے اور اسی وجہ سے مسجد حرام میں آنا درست نہیں مگر انصاف یہ
ہے کہ اس آیۃ سے ہرگز اس مطلب پر استدلال نہیں ہوسکتا لفظ نجس مشترک
ہے درمیان نجاستہ اصلی وعارضی وظاہری وباطنی وحقیقی وحکمی وخفیفہ وغلیظہ کے
پس بلا دلیل ایک معنی کو معین کرنا تحکم ہے بلکہ لفظ محتمل سب معانی کو ہے جب محتمل
ہوا قابل استدلال نرہا اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پھر دوسری جگہ فرماتے
ہیں انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس پھر کیا میسر وانصاب وازلام
کو نجس العین کہیں گے اور ممانعت دخول مسجد حرام کے کچھ نجس العین ہونیکی وجہ سے نہیں اگر یہ
وجہ ہوتی تو مسجد حرام کی کیا تخصیص تھی سب مساجد کیلئے یہی فرماتے پس خاص مسجد حرام کے حکم
بیان فرمانیسے معلوم ہوا کہ مراد اس سے ممانعت حج وعمرہ کی ہے جو خاص مسجد حرام کیساتھ مخصوص ہے اور مساجد میں
داخل ہونا مشرک کا جائز ہے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفد بنی ثقیف کو جو کہ
مشرکین تھے مسجد میں اوتارا اور ثمامہ بن اثال کو جو کہ حالت شرک میں گرفتار ہوکر
آئے تھے مسجد کے ستون سے باندھا دونو روایتیں مرقوم ہیں روی ان النبی صلے
اللہ علیہ وسلم انزل وفد بنی ثقیف فی المسجد وکانوا مشرکین انتہی عنایہ
شرح ہدایہ وروی البخاری بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیلا

مسئلہ (۱۰) نجس عین نہیں ہے کافر و مشرک انسان

قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفة یقال لہ ثمامہ بن اثال سید اهل الیمامة فربطوہ بسارية من سواری المسجد جلد اول ص۶۲ باب دخول المشرک فی المسجد پس اگر مشرک نجس العین ہوتا تو آپ کیوں مسجد میں داخل ہونے دیتے اور اسیطرح صحابہ وتابعین واتباع تابعین وغیرہم امت کا تعامل رہا پس معلوم ہوا کہ مراد نجس سے آیۃ میں نجس العین نہیں بلکہ مراد نجس الباطن وخبیث الاعتقاد ہے کیونکہ شرک نجاستہ قلب کی ہے جیسے ایمان طہارۃ قلب کی ہے جب مراد نجاستہ باطنی ہوئی تو باطنی نجاستہ طہارۃ ظاہری کے منافی نہیں ہوسکتی پس جو احکام متعلق طہارۃ ظاہری کے ہیں سب ثابت ہونگے اُسکے ہاتھ کا دباغۃ ہوا چمڑا پاک ہوگا یا وہ پانی پلاوے یا احتیاط سے کوئی حلال کھانا پکاکر کھلاوے کھانا پینا جائز وحلال ہوگا ہاں اگر کوئی یوں سمجھے کہ ہنود باوجودیکہ اہل باطل ہیں ہم سے کہ اہل حق ہیں ذلیل وناپاک سمجھکر پرہیز کرتے ہیں تو اسکی پاداش میں ہم بھی ان سے احتراز رکھیں اس احتیاط کا کچھ مضائقہ نہیں کہ الحق یعلو ولا یعلی وجزاء سیئة سیئة مثلہا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ (۱۱) ورد یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

سوال۔ کلمہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے ورد کے متعلق جناب کی رائے مبارک کیا ہے قرآن کریم کی صدہا آیات ظاہری طور پر تو اسکے مخالف نظر آتے ہیں اور نیز حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب جیسے متبحر عالم اور صوفی بھی اس سے منع کرتے ہیں گو دوسری طرف شاہ غلام علی شاہ صاحب اور حضرت مرزا جان جاناں صاحب جیسے اعلیٰ درجہ کے صوفی اسکے عامل نظر آتے ہیں۔ خود اعلیٰ درجہ کے علماء اور فضلاء اور صوفیاء میں ایسے اہم مسائل کے متعلق اختلاف دیکھکر ہمارے جیسے کم علم جنکو دینی بصیرۃ کما حقہ حاصل نہیں ہے حیران اور سرگردان رہجاتے ہیں اور یہ اختلاف حنفی شافعی مالکی حنبلی

یا مقلدین اور غیر مقلدین کے خفیف اختلافات سے کوئی تشابہ نہیں رکھتا اسکا ایک فریق تو زبردست دلائل سے اسکو شرک ٹھہراتا ہے اور دوسرا فریق ایک لائق پلیڈر کا پارٹ لیکر اسکے حمایت کے واسطے ویسے ہی زبردست دلائل پیش کرتا ہے امید ہے کہ جناب بندہ نوازی فرماکر اسکے متعلق رائے مبارک کا اظہار فرماوینگے۔؟

الجواب۔ ایسے امور و معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے تاویل مناسب کرکے اور سقیم الفہم کیلئے بوجہ مفاسد اعتقادیہ و عملیہ کے اجازت نہیں دی جاتی چونکہ اکثر عوام بدفہم اور کج طبع ہوتے ہیں انکو علے الاطلاق منع کیا جاتا ہے اور منع کرنیکے وقت اسکی علۃ اور مدار نہی کو اسلئے بیان نہیں کیا جاتا ہے کہ قیاس فاسد کرکے ناجائز امور کو جائز قرار دے لینگے جیسے عوام کی عادت ہے کہ دو امروں کو جنمیں واقع میں تفاوت ہے، مساوی سمجھکر ایک کے جواز سے دوسرے پر بھی جواز کا حکم لگا دیتے ہیں اسلئے ان کو مطلقاً منع کیا جاتا ہے۔ اس قاعدے کے دریافت کر لینے کے بعد ہزارہا اختلاف جو ان امور میں واقع ہیں انکی حقیقت منکشف ہو جاویگی اسکے ایسی مثال ہے کہ بوجہ ردأت اکثر مزاجوں کے کوئی ڈاکٹر کسی فصلی چیز کے کھانے سے عام طور پر منع کردے مگر خلوۃ میں کسی خاص صحیح المزاج آدمی کو بعض طرق و شرائط کے ساتھ اُسی چیز کی اجازت دیدیں اس تقریر سے مانعین و مجوزین کے اقوال میں تعارض نہ رہا مگر یہ اجازت عوام کے حق میں سم قاتل ہے۔

سلہ جیسے طریقہ میلاد مروجہ کیونکہ نفس ذکر ممنوع نہیں مگر بخیال اعتقاد وجوب ولزوم کے منع کرتے ہیں اور دیگر مسائل مختلفہ ۱۲-

مسئلہ (۱۲) حیات خضر علیہ السلام

سوال۔ خواجہ خضر علیہ السلام در قید حیات ہیں یا نہیں پانچویں مذہب والے کہتے ہیں کہ نہیں اگر حیات ہوتے تو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیوں نہ کرتے اسکا جواب رقم فرماویں؟

الجواب۔ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کا زندہ رہنا جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تک ثابت ہے اور ایک روایت میں ملاقات بھی ثابت ہے کتاب احیاء العلوم جلد اول ترتیب اوراد کے بیان میں جہاں مسبعات عشر کا ذکر ہے وہاں مذکور ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے ابراہیم تیمی کو مسبعات عشر تعلیم فرمائی تو انہوں نے پوچھا کہ آپکو یہ عطیہ کس نے دیا انہوں نے فرمایا کہ مجکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمایا ہے اس سے ملاقات درروایتہ حدیث ثابت ہوئی اور بعد وفات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے پاس تشریف لائے اور تعزیت فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے چنانچہ روایت ذیل سے معلوم ہوتا ہے و دخل رجل اشہب اللحیۃ جسیم صبیح فتخطی رقابہم فبکی ثم التفت الی الصحابۃ رضی اللہ عنہم فقال ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وعوضا من کل فائت وخلفا من کل ہالک فالی اللہ انیبوا والیہ فارغبوا ونظرہ الیکم فی البلاء فانظروا فانما المصاب من لم یجبر وانصرف فقال ابوبکر وعلی رضی اللہ عنہما ہذا الخضر علیہ السلام ۱۲ مس یعنی مستدرک حاکم ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین حامل متن حزب پنجم ص ۲۰ اور اب تک زندہ ہونے پر تمام اہل باطن وصلحاء کا اتفاق ہے اور ہمیشہ ایسے لوگوں سے ملاقات کرتے رہے اور کرتے ہیں مولوی نظامی فرماتے ہیں "مرا خضر تعلیم گر بود دوش" اور اکثر بزرگوں سے حکایات بمنزلہ خبر متواتر انکے زندگی کے منقول ومشہور ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

مسئلہ (۳۱) حقہ نوشی

سوال - حقہ پینا کیسا ہے اور اصل میں وہ کیا ہے فقط؟

الجواب یہ حقہ قریب تین سو برس کے ہوئے کہ کفار نے نکالا ہے پھر سب میں شائع ہوگیا اور اصل میں یہ ایک دوا ہے بعض امراض کو نافع بھی ہے اور کثرۃ اسکے مضر ہے کما یعلم من کتب الطب اب پینے والونکی مختلف غرضیں ہیں مختلف مزاج ہیں مختلف طور ہیں اور مختلف خیال اور مختلف عادتیں ہیں۔ کوئی مرض کے لئے پیتا ہے کوئی شوقیہ پیتا ہے کسیکو کچھ نافع ہے کسیکو مضر ہے کوئی پیکر منہ صاف کرتا ہے کوئی سڑا لیتا ہے کوئی احتیاط سے پیتا ہے۔ کوئی بڑا احتیاطی سے کوئی برا سمجھکر پیتا ہے کوئی اچھا جانکر پیتا ہے یہانتک کہ بعض روزہ میں پیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا کوئی بہت کثرۃ سے پیتا ہے کوئی کبھی کبھی پی لیتا ہے بعض کو اگر ایک گھنٹہ نہ ملے بے چین ہوجاتے ہیں بعضونکو کئی کئی روز تک خیال نہیں ہوتا پھر تمباکو میں بھی بعض اقسام بہت تیز اور مضر ہیں بعضے کم درجہ میں ہیں کسی میں بو زیادہ ہے کسی میں کم ہے کسی میں نوبت نشہ یا فتور کی ہے کسی میں نہیں کوئی ایسی چیز کی ساتھ مرکب ہے جس سے اُسکی خباثت کم ہوجاتی ہے کوئی نہیں ہے اسی طرح حقہ اور نیچہ میں بھی بعضے نیچہ کے کپڑے پاک ہیں کسی کے ناپاک کسی کے مشتبہ کوئی ہیچوان ہے اسمیں اثر قلیل آتا ہے کسی میں زیادہ آتا ہے کوئی جلد جلد تازہ کیا جاتا ہے کوئی کئی کئی دن تک سڑتا رہتا ہے کوئی عام ہے سب کا منہ لگتا ہے جیسے تکیوں کے حقہ کوئی خاص ہے غرض نہ سب پینے والے برابر نہ سب تمباکو ایک طرح کے نہ سب حقے و نیچے ایک قسم کے سب متفاوت اور مختلف ہر ایک کا حکم جدا پس اگر کسی نے ضرورۃ شدید میں کسی مرض دشوار کے علاج کیلئے احتیاط سے بطور دوا کے کبھی ایک آدھ بار پی لیا چنداں جرم نہیں اور جو بعد ازالہ بغیر ضرورت شوقیہ پیوے جیسا آج کل

شایع ہے کہ یہی محفل کی زیب وزینت ہوگئی اور اسی کی خاطر وتواضع رہگئی اسکے نہ ملنے کی شکایتیں ہوتی ہیں کہ فلانے نے حقہ بھی نہ دیا اور زبان سے چاہے بُرا کہتے ہوں اور شاید دل میں بھی جانتے ہوں مگر ظاہر میں بے باکانہ اسکو پیتے ہیں اور ذرا محجوب ومنقبض نہیں ہوتے اور آخر میں مضر بھی ہوتا ہے اور منہ میں برابر بدبو آتی ہے اور ہر دم منہ میں لگھار رہتا ہے اور حواس میں بھی کدورت آجاتی ہے اور تشبہ اہل نار کی ساتھ ہے کہ منہ اور ناک میں سے دھواں نکلتا ہے اور خود دھواں اور آگ بھی آلہ عذاب کا ہے اُسکی ساتھ متلبس رہتی ہیں اس طور اسکا عادی ہوجانا بسبب اجتماع ان امور کے بیشک بُرا اور سخت مکروہ ہے پھر امور مذکورہ سابق کے تفاوت سے کراہتہ میں بھی تفاوت ہوگا اور بعضے پینے والے جو بداحتیاط ہیں اور سڑے ہوئے حقے ناپاک نیچے تیز تمباکو کہ پیتے پیتے نشہ ہوجاتا ہے اور شراب کی سی مدہوشی ہوتی ہے اسکی حرمتہ میں کچھ شبہ نہیں حاصل یہ کہ کوئی حقہ زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ کوئی حرام۔ کوئی ضرورۃ شدیدہ میں بطور دوا کے ایک آدھ بار روا اور اس تقریر پر ممکن ہے تطبیق درمیان اقوال علماء وفقہاء کے جو مختلف ہیں اسکے اباحتہ وکراہتہ وحرمتہ میں پس جیسا موقع کسی نے دیکھا ہوگا ویسا کہدیا ہوگا بہر حال پینے والا اسکا گناہ سے خالی نہیں اور اصرار گناہ پر سخت گناہ ہے اور اکثر اہل کشف ورویاء صادقہ کے اقوال سے معلوم ہوا کہ اسکا پینے والا محفل مبارک نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں دخل نہیں پاتا اور بعضوں نے اسکے پینے والوں کو معذب بھی لکھا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ کسی نے کیا خوب کہا ہے **شعر**

تمباکو نوش راسینہ سیاہ است ۔ اگر باور نداری نے گواہ است

ھذا ما عندی واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس امر میں کہ ایام محرم الحرام میں شہادت نامہ

مسئلہ (۱۸) شہادت نامہ خوانی اور رونا

پڑھنا مجمع عام میں اور حالات سید الشہدا علیہ السلام بیان کرنا جائز ہے یا نہیں
جیساکہ اکثر ہندوستان میں عادۃ ہے کیونکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ
وحضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین و احیاء العلوم میں اس امر کو
حرام ومکروہ اور شعار روافض سے فرمایا ہے مثل مشاجرہ صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے پس آپکو اس امر کی تشریح بخوبی فرمانا چاہیئے کہ آیا پڑھنا
شہادت نامہ کا جائز ہے یا نہیں اور جائز ہے تو کس طور پر اور کس صورۃ سے ؟

الجواب - فی الحقیقت واقعہ جانکاہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ وعن احبائہ وسخط علی قاتلیہ واعدائہ اس قابل ہے کہ اگر تمام
زمین وآسمان وحور وملک وجن وانس وجمادات ونباتات وحیوانات قیامت
تک یہ کہہ کہہ کر رودیں کہ ؎

صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

تو بھی تھوڑا ہے مگر خیال کرنیکی بات ہے کہ جنکی محبت میں رودیں پیٹیں تو جو حرکات
انکے خلاف طبع ہوں انکا ارتکاب ان حضرات کے ساتھ سخت عداوت کرنا ہے ع
"دوستی بیخرد چوں دشمنی ست" - پس بہیئت کذائیہ باجتماع مردمان جاہلان بخصوص
ایام عشرہ محرم الحرام بہ بیان غیر واقعی وروایات موضوعہ بحرکات غیر مشروع وافعال
ناجائز ونوحہ حرام شہادت نامہ پڑھنا بحسب ارشاد حضرت غوث الثقلین وحضرت امام
غزالی رحمہما اللہ تعالے بیشک بدعۃ اور شعار روافض ہے احتراز اُس سے واجب
ہے - عن ابی اوفی رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ علیہ وسلم عن المراثی وفی
حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور خصوصاً
انہیں لوگونکی مجلس میں جانا اور وہاں میں شریک ہونا سخت مذموم اور قبیح
ہے من کثر سواد قوم فہو منہم ومن رضی عمل قوم کان شریک من عمل بہ رواہ

الدیلمی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کذا ذکرہ السیوطی فی جمع الجوامع ہاں البتہ اگر گاہے گاہے بہ نیت برکۃ بطور ذکر بزرگان بلا تعیین یوم و بلا التزام اجتماع مجمع بروایات صحیحہ معتبرہ بلا شرکت روافض بدون افعال و اقوال نامشروع پڑھے اور غمگین ہو باعث خیر و برکۃ ہے ؎

اعد ذکر اہل البیت لی ان ذکرہم ھو المسک ما کررتہ یتضوع

سوال (۱۵) شبہات متعلق خلفائے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ و جوابات و رفع آنہا

سوال - بخدمت ذو المجد و الکرم مولانا و مقتدانا مولوی اشرف علی صاحب مد فیضہم پس از سلام مسنون معروض آنکہ اگرچہ میں ایک شخص اجنبی ہوں لیکن بعض اعتبارات سے اپنے آپ کو زمرۂ خدام میں تصور کرتا ہوں اور اس بنا پر بے تکلفانہ ایک تکلیف خاص دینے کی جرأت کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مجھکو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس اللہ سرہ العزیز کے ساتھ بعض وجوہات سے ہمیشہ سے ایک عقیدۂ قلبی ہے اور جو حضرات حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ واسطہ و ارادت رکھنے والے ہیں اُن کے ساتھ بھی دلی اخلاص ہے اور بالخصوص حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مد ظلہم العالی کے ساتھ جنکے محامد خود حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تالیفات میں بالتخصیص ارقام فرمائے ہیں اور اپنے معتقدین کو انکی جانب رجوع دلانیکی ہدایۃ فرمائی ہے ایک خاص ارادت ہے لیکن بعض اوقات بعض مخالفین اور مبتدعین کے بعض اعتراضات اور شبہات کی وجہ سے جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سلمہ اللہ تعالی کے بعض معمولات اور معتقدات کے مختلف فیہ ہونیکے بارہ میں کئے جاتے ہیں اور جنکا جواب معقول اپنے آپ سے بن نہیں پڑتا طبیعت کو ایک خلجان پیدا ہو جاتا ہے اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اُن شبہات کا دفعیہ مخالفین کے جواب اور نیز اپنی تشفی قلب کے واسطے آپ کے ذریعہ سے کردوں کیونکہ اول تو مخالفین کو ایسے شبہات پیدا کرنے

کیلئے جو زیادہ جرأت اور قوۃ ہو گئی ہے وہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کی اشاعۃ ہے اور یہ رسالہ آپ ہی کا شائع کیا ہوا ہے۔ اگرچہ آپنے اسکے ساتھ ایک مضمون بطور ضمیمہ کے بھی اضافہ فرمایا ہے جو صرف ہم جیسے معتقدین کیلئے فی الجملہ باعث طمانیت ہو سکتا ہے لیکن تاہم وہ مضمون اس اصلی تحریر کے مطلب پر کوئی کافی ووافی اثر پیدا نہیں کرسکتا اور مخالفین اسکو نظر تام سے دیکھنے اور قابل قبول قرار نہیں دیتے بلکہ اس تقریظ کے مضمون سے جو رسالہ درمنظم مولفہ شاہ عبد الحق صاحب مہاجر مکی پر جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارقام فرمائی ہے اس اصلی مضمون رسالہ فیصلہ کی تائید ہوتی ہے دوسرے یہ کہ جناب کی تحریرات جسقدر اس وقت تک میرے مطالعہ سے گذریں ہیں ان کو تعصب و تشدد و نفسانیت سے مبرا اور انصاف اور حقانیت اور معقولیت سے مملو پایا جو مخالف کو موافق اور حق ناشناس کو حق پسند بنانے کا ایک اعلےٰ ذریعہ ہے تیسرے یہ کہ غالباً آپ کو اُن فتاوے کا حال بھی معلوم ہو گا جو اہل ہند نے کسی کسی مسئلہ مختلف فیہ کی نسبت مکہ معظمہ سے طلب کئے تھے اور اسکا جواب بعض مخالفین کے حسب منشا رملا اور جن پر مخالفین حضرت حاجی صاحب کی مہر اور دستخط ہونا بھی بیان کرتے ہیں چوتھے یہ کہ جہانتک مجھکو تحقیق ہوا ہے آپ اسی کار خیر کے متعلق عرائض کے جواب دینے اور اپنے اوقات عزیز کے صرف کرنے میں بخیال اصلاح حال وقال مومنین و حقوق المسلمین دریغ بھی نہیں فرماتے ہیں لہٰذا وہ شبہات ذیل ہیں گذارش کر کے امیدوار ہوں کہ بمقتضائے شفقت و ہمدردی اسلامی تفصیلی جواب الکام رحمت ہو تاکہ آئندہ کے لئے اس قسم کے خلجان سے جو وساوس شیطانی کہے جانے کے لائق ہیں طبیعت محفوظ رہے اور مخالفین کو جواب معقول دیکر ساکت کرنیکا موقع ملے۔ **شبہ اوّل** یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض

معتقدات و معمولات جو انکے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ سے یا تقریظ مندرج رسالہ در منظم سے یا بعض دیگر فتوے ہم مضمون رسالہ مذکور پر دستخط اور مہر ہونے سے یا اُن معتقدات اور معمولات کی نسبت بعض اشخاص معتمد کی چشم دید اور گوش زد احوال و اقوال بیان کرنے سے ثابت ہوتے ہیں آیا واقعی تھے یا یہ اقوال و افعال بخلاف اپنے ذاتی عقیدہ کے کسی مصلحت پر مبنی تھے و برعایت شریف و اہالیان مکہ معظمہ وغیرہ حضرت سے سرزد ہوتے تھے اگر بخلاف عقیدہ واقعی کے تھے تو یہ صورۃ تقیہ کی اور شعار روافض ہے جو حضرت کے کمالات ظاہری و باطنی کے بالکل منافی ہے اور اگر موافق عقیدہ واقعی تھے۔ تو اُن حضرات کے جو حضرت سے واسطے ارادت اور خلافت رکھتی ہیں اُن معتقدات اور معمولات کو بدعۃ اور ضلالت کہنے کا حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ علیہ کے اوپر کیا اثر ہوا اور اُن حضرات کے حق میں کیا نتیجہ پیدا ہوا۔ **دوسرا شبہ** یہ ہے کہ آیا مرید اور خلیفہ کو من کل الوجوہ اتباع شیخ کی ضرورۃ ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے اور صرف اوراد و اشغال متعلقہ طریقت میں اتباع کافی ہے اور دیگر مسائل شرعیہ میں اپنے علم اور اجتہاد سے کام لینے کا مجاز حاصل ہے تو اس صورۃ میں احکام شرعیہ میں شیخ کے عمل بالخلاف سے مرید کے قلب میں عظمت شیخ جیسا کہ چاہیے تاہم نہیں رہ سکتی بلکہ جب شیخ کے عقائد اور اعمال بزعم مرید خلاف شرع اور سنت ہونگے تو شیخ کی ساتھ ارادت بھی کسیطرح باقی نہیں رہ سکتی اور ایسی حالت میں خود شیخ لائق مشیخت متصور نہیں ہوسکتا اسلئے کہ جب شیخ کو قطع نظر علم ظاہری کے اپنے کشف باطنی اور نور عرفان سے بالخصوص ایسے مسائل میں جو ان کے اور ان کے مریدوں کے فیما بین مابہ الاختلاف ہوں حق و باطل اباحۃ و ضلالت میں تمیز نہ ہوسکے تو وہ بھی ترقی مدارج و طے منازل الی اللہ

کا ذریعہ کیونکر بن سکتا ہے یا کیونکر بنایا جاسکتا ہے اور وہ کامل مکمل کیونکر متصور
ہوسکتا ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ ایسے مسائل فرعیہ کا اختلاف قدیمی بات ہے
اور اس سے معاملات طریقہ میں کچھ حرج متصور نہیں ہے تو اول تو یہ اختلاف
ایسا ادنی درجہ کا نہیں ہے دوسرے اسکے تسلیم کرلے نیں طالبان حق کو کسی
عالم و کامل متبع سنت شیخ کی تلاش کرنے کے جو ایک ضروری بات قرار دی گئی
ہے ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ ہر صوفی مشرب ان اشغال معینہ و معمولات
کی تعلیم اور بذریعہ بیعت داخل سلسلہ کرنے کیلئے کافی ہوسکتا ہے اور اگر مرید اور
خلیفہ کو اتباع کامل کی ضرورۃ ہے اور مرشد کی ساتھ ہم خیال و ہم عقیدہ و ہم عمل
ہونا ضروری ہے تو بوجہ اختلاف مسائل معلومہ متذکرہ شبہ اول ان حضرات کے
اندر انکا فقدان ظاہر ہے پس ایسی حالت میں ان حضرات کی خلافت خلافت
راشدہ کیونکر تسلیم ہو اور اگر نہ تسلیم ہو تو حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ علیہ کے وہ
فرمان جو بالتخصیص حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے حق میں نافذ ہوئی ہیں
کیا معنی رکھتے ہیں اور کس بنا پر ہیں اور اگر ہر دو حضرات کی معتقدات اور معمولات
یکساں قرار دی جائیں تو تطبیق کس طریقہ سے کی جاوے اور قطع نظر دیگر مضامین
کے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے لئے ایک
شرح پُر از تاویلات کثیرہ مطلوب ہوگی۔ **تیسرا شبہ** یہ ہے کہ حضرت
حاجی صاحب کے خلفار میں باعتبار اختلاف بعض معتقدات و معمولات معلومہ
کے دو فریق ہیں اور ہر فریق علمار کا ہے جن میں ایک فریق مولوی احمد حسن
صاحب کانپوری اور شاہ عبد الحق صاحب مہاجر مکی۔ مولوی عبد السمیع صاحب
میرٹھی وغیرہ کا ہے جنکے معتقدات و معمولات مثل حضرت حاجی صاحب و دیگر
متقدمین صوفیہ کرام پیشوایان سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ہیں۔ اور

دوسرا فریق مولوی رشید احمد صاحب و مولوی اشرفعلی صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب
مرحوم وغیرہ کا ہے جو اُن معتقدات و معمولات کو بدعتہ و ضلالت بلکہ اس سے بھی زیادہ
بدتر کہتے ہیں۔ کہ نوبت بشرک و کفر پہنچاتی ہیں پس ان ہر دو فریق میں سے خلافت
راشدہ کس فریق کی متصور ہو سکتی ہے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا
ایسے دو مختلف العقیدہ والعمل اشخاص کو خلافت عطا فرمانا کیسا عمل ہے پس
یہ ہیں وہ اعتراضات و شبہات جنکے جوابات معقول دینے میں اور مخالفین نامعقول
کو معقول کر دینے میں مجھ جیسے بعض کم علم محبان خالوادہ امدادیہ کو دشواری ہوتی ہے
پس اگر والاجناب توجہ فرماویں اور ان امور کا جواب مفصل تحریر فرماویں تو قطع
نظر اسکے کہ مخالفین کے جواب دینے میں سہولت ہو جاوے۔ بمصداق لیطمئن
قلبی کے موافقین کے انشراح خاطر کیلئے بھی بے غائت بکار آمد اور مفید ہو زیادہ
بجز نیاز کیا عرض کیا جاوے فقط والسلام ؟

الجواب۔ مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعض امور فی نفسہ مباح و
جائز ہوتی ہیں مگر مفاسد عارضہ سے قبیح ہو جاتی ہیں جیسے اعمال متنازعہ فیہا فی
زماننا مثل مجلس مولد شریف اور فاتحہ و گیارہویں و نحوہا ان میں دو طرح کا اختلاف
ہو سکتا ہے اول یہ کہ اُن مفاسد کو قبیح نہ سمجھے یہ اختلاف ضلالت و معصیت ہے
دوم یہ کہ اُن مفاسد کو قبیح سمجھے اور ان مفاسد کیساتھ ان اعمال کی بھی اجازت نہ دے مگر بوجہ حسن
ظن اور عوام الناس کے حالات تفتیش نہ کرنے سے یہ سمجھ کر کہ لوگ ان مفاسد سے بچتے ہونگے
یا بچ جاوینگے اجازت دیدی سو یہ اختلاف فی الواقع مسئلہ میں اختلاف نہ ہوا
بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق میں ہے۔ سو واقعہ کی تحقیق کی غلطی
علم و فضل یا ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے اور اس سے
عظمت یا شان یا کمال اور قرب الٰہی میں کچھ فرق نہیں آتا انتم اعلم بامور دنیاکم خود

حدیث میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ در باب بشارت یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا باوجود صدور حکم نبوی در باب اجراء حد زنا ایک جاریہ کے زچہ ہونیکی وجہ سے تعمیل حکم میں التوا کرنا اور حضور کا اسکو پسند فرمانا جو احادیث صحیحہ میں آیا ہے امید ہے کہ میرے اس مختصر مضمون سے سب شبہات حل ہو گئے ہونگے مگر احتیاطاً کسی قدر مفصل بھی عرض کرتا ہوں **شبہ اول** کا جواب یہ ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہی عقائد ہیں جو اہل حق کے ہیں اور حضرت کا ان اعمال میں شریک ہونا یا تحریراً و تقریراً اذن فرمانا نعوذ باللہ مبنی فساد عقیدہ پر نہیں ہے نہ تقیہ پر ہے بلکہ چونکہ یہ اعمال فی نفسہا جائز ہیں انکو جائز سمجھکر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا کہ فاعلین یا مخاطبین یا حاضرین مجلس بھی ان مفاسد سے مبرا ہونگے تو بعض جگہ یہ گمان صحیح تھا۔ اور بعض جگہ حسن ظن کا غلبہ تھا اور یہی صورت اکثر تھی اور جو لوگ بدعۃ و ضلالت کہتے ہیں نفس افعال کو نہیں کہتے کہ حضرت پر اثر پہنچے بلکہ مفاسد کو کہتے ہیں جس سے حضرت خود بری ہیں پس حضرت کے قول و فعل کا خلاصہ یہ نکلا کہ یہ افعال بلا مفاسد جائز ہیں اور فتوے علماء کا حاصل یہ ہوا کہ یہ افعال مع المفاسد ناجائز ہیں سو اسمیں کچھ اختلاف نہ ہوا البتہ یہ امر کہ آیا اکثر مواقع میں یہ مفاسد موجود ہیں یا نہیں اسمیں حضرت اور علماء کا اختلاف رہا سو یہ ایک واقعہ میں اختلاف ہے جیسے زید کے کھڑے ہونے میں اسمیں اگر حضرت کو صحیح خبر تحقیق نہ ہو تو حضرت پر الزام و ملامت نہیں اور نہ اختلاف کرنیوالوں کو اسکے خلاف سے کوئی ضرر۔ **دوسرے شبہ** کا جواب یہ ہے کہ جو امر یقیناً خلاف ہو اسمیں شیخ کا اتباع مرید کو ضرور نہیں اور جو امر ایسا ہو کہ شیخ کا عقیدہ اسمیں صحیح ہے اور کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہنچنے سے عمل خلاف مصلحت ہو گیا چونکہ فی نفسہ وہ امر خلاف شرع نہیں حسن عقیدہ و نیت سے شیخ نے کیا ہے وہ خلاف

شرع نہیں ہے اسلئے شیخ کی عظمت مرید کے قلب سے ذرہ برابر نہیں گھٹ سکتی مثلاً اگر کسی شخص نے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں زہر ملاکر کھلادیا اور آپ کو اسوقت خبر ہوئی تو صحابہ کے قلب سے یہ سمجھکر کہ حضور نے زہر نوش فرمایا ہرگز عظمت کم نہیں ہوسکتی بلکہ یہ ہی کہا جاویگا کہ آپ نے تو کھانا حلال نوش فرمایا ہے مگر زہر کی اطلاع حضور کو نہ ہوئی ورنہ ہرگز نوش نہ فرماتے اور اس بنا پر مرید افعال شیخ کو خلاف شرع نہ سمجھے گا جو عظمت کم ہو اور کشف باطن اور نور عرفان سے حق و باطل کا انکشاف کسی درجہ میں مسلم سہی مگر یہاں تو حق و باطل میں شیخ کو التباس ہی نہیں جو انکشاف کی حاجت ہو اسکا انکشاف تو حاصل ہے کہ فلاں طور پر حق ہے اور فلاں طور پر باطل ہے صرف ایک واقعہ جزئیہ اسکے نظر سے مخفی ہے جسکا مخفی ہونا انبیاء علیہم السلام سے بھی مستبعد نہیں خود حدیث میں حضور کا ارشاد ہے کہ میں بشر ہوں شاید کوئی شخص اپنے دعوے پر حجت شرعیہ قائم کر کے مقدمہ جیت لے اور اُسکا حق نہ ہو اور میں اُسے دلادوں تو وہ دوزخ سے حصہ لے رہا ہے ظاہری حجت پر حضور حکم فرما دیتے تھے اور بعض اوقات احتمال ہوتا تھا کہ شاید دوسرے کا حق ہو حضور پر ہرگز کوئی طعن نہیں ہوسکتا آپنے تو حق ہی فیصلہ فرمایا مگر چونکہ واقعہ کی تحقیق صحیح نہ ملی اسلئے صاحب حجت کو غالب فرمادیا ایسی حالت میں کامل مکمل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا بخلاف اُس شیخ کے جسکے عقائد یا مسلک میں غلطی یقینی ہو وہ البتہ قابل شیخ ہونے کے نہیں۔ اور اوپر معروض ہو چکا ہے کہ حضرت کے عقائد یا مسلک میں خلاف نہیں صرف ایک واقعہ کی تحقیق صحیح نہیں پہنچی پس نہ حضرت پر کوئی شبہ رہا نہ خلفا کی خلافت راشدہ میں کوئی قدح رہا۔ سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے خلیفہ کا سماع سے منکر ہونا شیخ کی روبرو مشہور و معروف ہے اور فہیم آدمی کے لئے خود فیصلہ ہفت مسئلہ کی عبارت

میں جا بجا تقیید کو مرتبہ ضرورت میں سمجھنے کی ندمت مشرح کافی ہے اور مخاصم کے حق میں وفاتر ودساتیر بھی کافی نہیں تیسرے شبہ کی نسبت یہ عرض ہے کہ حضرتؒ کی تمام خدام کی خوش اعتقادی کا دعوے ہم نہیں کرسکتے یقیناً بعض اہل علم کو بعض امور میں لغزش واقع ہوئی ہے بعض کو تو مسائل میں غلطی ہوگئی ہے جس سے حضرتؒ بالکل مبرا ومنزہ ہیں اگر وہ حضرتؒ کے قول کی سند لادیں تو بہت یقین کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت کے ارشاد کو نہیں سمجھا یا حضرت نے غلبہ حال میں کوئی امر فرمایا جو تاویل کی قابل ہوتا ہے اور ان صاحبوں نے اسکو ظاہر پر محمول فرمالیا چنانچہ اس ناکارہ کی روبرو غلبہ حال میں بعض امور غامضہ فرمائے اور خود حضرت کی حالت سے معلوم ہوگیا کہ اس وقت غلبہ ہے ممکن ہے کہ کسی کو اسکی طرف توجہ نہ ہوئی کہ اسکو غلبہ سمجھا ہو اور جن امور میں غلطی بھی نہیں ہوئی مگر عوام اس سے برباد ہوئے چونکہ ان صاحبونکو غلبہ حال ہی نہیں اور عوام کے حال سے بھی علماء کو بوجہ اختلاط عوام کے اطلاع زیادہ ہوتی ہے اس لئے ان صاحبوں کی غلطی تحقیق واقعہ میں یا غلبہ حال کے ارشادات نقل کردینے میں قابل معذوری نہیں اور مشائخ میں یہ دونو عذر صحیح ہیں اور مسئلہ کی یقینی غلطی تو کسی کیلئے بھی عذر نہیں مگر حضرتؒ اس سے بالکل بری ہیں اور حضرت کا خلافت عطا فرمادینا کسی مبتلائے غلطی کو بنابر عدم اطلاع اس شخص کی غلطی کے ہے جسکا خلاف شان نہونا اوپر ظاہر ہوچکا ہے اگر اسکے بعد کوئی شبہ ہو بے تکلف اظہار فرمادیا جاوے۔ میں ایک ضرورت سے دوسری جگہ آیا ہوں شاید دو چار روز اور رہنا ہو فقط والسلام راقم اشرف علی عفی عنہ۔

مستفتی کا دوسرا خط جسمیں اُسنے پہلے خط کے جواب پر کچھ شبہات کئے ہیں

بخدمت فیضدرجت جامع کمالات صوری ومعنوی مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب
دامت فیوضہم - پس از سلام مسنون عقیدۃ مشحون معروض آنکہ افتخار نامہ بجواب عریضہ
صادر ہو کر کاشف اسرار ہوا اسمیں شک نہیں کہ جناب نے بطریق تمہید جواب
جو کچھ اجمالاً تحریر فرمایا ہے وہ ہی مخلصین کے اطمینان قلب کیلئے کافی ووافی ہے
لیکن منکرین کیلئے ہنوز گنجائش کلام باقی ہے جسکو جناب کے اس ارشاد کی تعمیل میں
(کہ اگر اسکے بعد کوئی شبہ ہو تو بے تکلف اظہار کر دیا جاوے) ذیل میں گذارش
کرتا ہوں اور امید ہے کہ اس مرتبہ کافی اور مفصل جواب کے بعد اس معاملہ میں ضرورت
تصدیعہ باقی نہ رہیگی - ہر دو روایات مشورہ کتمان بشارت اور التوائے اجرار حذرنا
کو تفصیل کے ساتھ ارقام فرما دیجئے - اور خلیفہ حضرت مولٰنا نظام الدین اولیا قدس
اللہ سرہ العزیز کی مخالفت بمعاملہ سماع کا قصہ بھی مفصل مع حوالہ کسی کتاب کے اور
نیز اسی قسم کی دیگر روایات اگر مستند کتابوں سے بہم پہنچ سکیں رقم فرمائی اسلئے
کہ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بمقابلہ دلائل وبراہین عقلی ونقلی کے گذشتہ واقعات
کی تمثیل متصوفین زمانہ حال میں زیادہ اثر پیدا کرتی ہے بنظر علم شبہات
جوابات سابقہ عریضہ سابقہ مع سامی نامہ ہمرشتہ عریضہ ہذا مرسل ہے تاکہ تحریر
جواب میں سہولت ہو - ایک امر محض بنظر اطلاع پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ
اس عرصہ میں میری نظر سے ایک تحریر مولوی احمد حسن صاحب کانپوری کی
گذری ہے جسمیں رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کی بابت یہ الفاظ تحریر تھے (ہفت
مسئلہ میں جو ضمیمہ لگایا گیا ہے اسکی عدم رضا حضرت کی طرف سے ثابت ہے
مولوی شفیع الدین صاحب سے بتاکید آپ نے فرمایا ہے کہ اشتہار دو اس
امر کا کہ ضمیمہ ہمارے خلاف ہے) اب اصل مطلب عرض کیا جاتا ہے اور
بطریق مدعیانہ شبہ اول کے جواب میں آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ چونکہ یہ

اعمال فی نفسہا جائز ہیں انکو جائز سمجھکر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا کہ فاعلین ومخاطبین وحاضرین مجلس اُن مفاسد سے مبرّا ہونگے۔ اس موقع پر اسکی تحقیق مطلوب ہوئی کہ وہ مفاسد کیا ہیں جن سے حضرت مبرّا تھے اور دوسروں کا مبرّا ہونا اپنے حسن ظن سے خیال فرماتے تھے جہاں تک خیال کیا جاتا ہے مفاسد وہی امور قرار دیئے گئے ہیں جنکو حضرت حاجی صاحبؒ نے مصالح پر مبنی نہ ہونا ارشاد فرمایا ہے اگر یہ کہا جاوے کہ یہ امور فی نفسہ جائز ہیں اور تبدیل نیت اور عقیدۃ سے ناجائز ہوجاتے ہیں اسکے بارہ میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ اول تو نیت وعقیدت کا حال کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا دوسرے باستثناء جہال وعوام عموماً تعلیم یافتہ اور خواص نیک نیتی وخوش عقیدتی کے ساتھ محض اُن مصالح پر نظر کرکے جو سلف سے منظور نظر ہیں اس قسم کے اعمال کرتے ہیں اور اُن اعمال کے ترک کو بھی صرف بخیال فوت ہوجانے ان مصلحتوں کے یا ترک اقتداء بزرگان پیشین کے مذموم تصور کرتے ہیں پھر ایسی حالت میں عام طور پر بلا کسی استثناء کے ان علماء کی مخالفت حضرت حاجی صاحب کے ارشاد کے خلاف کیوں نہ سمجھی جاوے کیا حضرت حاجی صاحبؒ کے یہاں جو محفل میلاد شریف ہوتی تھی یا جن محافل کے اندر ہندوستان میں یا مکہ معظمہ وغیرہ میں حضرت حاجی صاحب کو شرکت کا اتفاق ہوا ہوگا اُن محافل میں تداعی اور کثرت روشنی اور استعمال خوشبو واہتمام فروش وجائے نشست ذاکر کو بلند وممتاز قائم کرنا اور قیام بالتخصیص عند ذکر الولادۃ اور اجتماع ہر خاص وعام کا نہ ہوتا تھا۔ نہیں ضرور ہوتا تھا پس وہ کون سے مفاسد تھے جن سے حضرت کو عدم واقفیت ولاعلمی تھی اور وہ کون سے واقعات تھے کہ جن سے حضرت بے خبر تھے کہ جسکی بنیاد پر واقعہ کی تحقیق میں غلطی ہونا تسلیم کیا جاسکے۔ شبہ دوم چونکہ شبہ اول پر مبنی

ہے اس لئے اسکے جواب کا بھی وہی انداز قائم کیا گیا کہ کسی واقعہ کی صحیح خبر
نہ پہنچنے سے کوئی عمل خلاف مصلحت مرشد سے سرزد ہو جاوے تو اس سے عظمت
شیخ کی بابت کوئی ناقص خیال پیدا نہیں ہو سکتا اول تو حسب اقوال واعمال
متصوفین سابقین شیخ کے حق میں یہ کلام وگمان بھی کہ عمل خلاف مصلحت
ہوا۔ سوء ادبی ہے کیونکہ باوجود علم واحتمال ایسے اختلافات عظیم کے ایسے شیخ
سے عمل خلاف مصلحت ہو جانا اُس کی شان میں فرق ڈالنے والی بات ہے
دوسرے یہ امر دریافت طلب ہوا کہ وہ کون سے ایسے واقعات تھے جنکی خبر
صحیح حضرتؒ کو نہ پہنچی تھی جہانتک خیال کیا جاتا ہے اس امر کا ثابت کرنا سخت
متعذر معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کے خلاف شہادتیں تحریری وتقریری ہندوستان
میں اکثر موجود ہیں۔ شبہ سوم کا جواب بھی بطرز سابق یہ ارقام ہوا ہے کہ حضرات
کا خلافت عطا فرما دینا کسی مبتلائے غلطی کو بنا بر عدم اطلاع اس شخص کی
غلطی کے ہے جسکا خلاف شان نہونا اوپر ظاہر ہو چکا۔ اس معاملہ میں اول
تو اس بات کا مان لینا کہ حضرت کو ان اشخاص کے احوال واقوال عقائد اور اعمال
کی اطلاع نہ ہو سخت دشوار بلکہ بداہت کا انکار ہے اور کسی طرح قرین عقل نہیں
کہ جو لوگ مدتوں خدمت وصحبت میں حاضر رہے ہوں اور نزدیک ودور سے
فیضان باطنی سے مستفیض ہوتے رہے ہوں۔ انکے معتقدات اور معمولات
سے حضرت بے خبر رہیں اور اگر عیاذاً باللہ بہ تمثیل منافقان اوائل زمانہ رسالۃ
بے خبری تسلیم بھی کی جاوے تو حضرتؒ پر بڑا الزام یہ عائد ہو گا کہ بلا اطمینان
تصحیح حال واعمال خلافت کیوں عطا فرما دی اسلئے کہ یہ امر خلافت تو کوئی
دنیا کا کام نہ تھا یا کوئی عبادات یا معاملات کا مسئلہ یا استفتار نہ تھا کہ جسکے
بابت یہ حجت کی جا سکے کہ واقعات وحالات سے بے خبر رہنے کی وجہ سے حکم

یا عمل خلاف واقعہ یا مصلحتہً صادر ہوگیا بلکہ یہ معاملہ تو بالکل نور باطن و تصفیہ قلب و عرفان سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر کیوں ان ذریعوں سے مثل بزرگان سلف مریدین کے حالات کو دریافت نہیں کیا تاکہ وہ غلطیاں جن میں بعض خلفائے مبتلا تھے آئندہ سلسلہ میں سنت پیر یا عمل شیخ قرار پاکر شائع نہ ہونے پائیں کیوں مراءۃ قلب حضرتؒ میں ان خلفا کے بعض عقائد و اعمال فاسدہ کا عکس جیسا کہ اکثر بزرگواروں کے حالات میں مذکور ہوتا ہے منعکس نہیں ہوا۔ اب ان امور کا جواب بعد ملاحظہ و توجہ تحریر اول کے ارشاد فرمایا جاوے اور پہلے پتہ کے موافق ارسال فرمایا جاوے اگرچہ اسمیں شک نہیں کہ اس فضول کام میں جناب کے اوقات عزیز کا صرف کرانا نہایت بے موقع تصدیعہ دہی ہے۔ مگر بمقتضائے ضرورت نظر بہ اشفاق عمیم جناب والا مجبوراً تکلیف دی گئی فقط زیادہ نیاز۔؟

الجواب از خاکسار اشرف علی عفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں ہنوز چر تما دل ہوں اسلئے آپ کا خط دیر میں ملا۔ آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ منکرین کے لئے ہنوز گنجائش کلام باقی ہے سو حقر نے پہلے بھی منصفین کیلئے لکھا تھا۔ اور اب بھی اسی غرض سے لکھتا ہوں منکرین کیلئے پہلے ہی خط میں لکھ چکا ہوں کہ دفاتر بھی کافی نہیں۔ خلاصہ یہ کہ تحقیق حق مقصود ہے مناظرہ مقصود نہیں نہ آجکل اُس سے کوئی نفع لہذا تمامتر تحریرات میں اسکات منکرین سے قطع نظر کر لیجئے اپنے شبہات کو البتہ رفع کر لیجئے۔ دوسروں سے اگر گفتگو ہو تو اگر وہ منصف ہوں تو اُن کو علمار کا حوالہ دیجئے خود وہ اپنے شبہات رفع کر لیں آپ کیوں فکر فرماتے ہیں اور اگر وہ معاند ہوں جانے دیجئے اُن کے ساکت کر دینے کا کوئی شرعاً مکلف نہیں پھر تعب برداشت کرنا ایک فضول

امر کیلئے کس کو ضرورت پڑی ہے بمشورہ کتمان بشارت مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں
موجود ہے التوے حذرنا کا قصہ مسلم وابوداؤد ترمذی میں موجود ہے ہکذا فی التیسیر
فی کتاب الحدود۔ اور مسلم میں ایک اور قصہ مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو ایک شخص کی گردن مارنیکا حکم فرمایا چونکہ وہ شخص کسی ام ولد کے ساتھ متہم کیا گیا
تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس کو مجبوب پاکر چھوڑ دیا اور آپ نے تحسین
فرمائی معاملہ خلیفہ سلطان جی کا غالباً انوار العارفین میں مذکور ہے۔ دیگر روایات
کی تلاش کی چونکہ ضرورت نہیں اس لئے اس کا قصد نہیں کیا گیا۔ جبکہ ایک
دلیل بھی کافی ہے۔ اگر یہ امر قابل اطلاع تسلیم بھی کر لیا جاوے تو مضر نہیں کیونکہ
ممکن ہے کہ حضرتؒ کی خدمت میں ضمیمہ اس طرح اور ایسے عنوان سے پیش کیا
گیا ہو کہ حضرت کو مظنہ انکار نفس اعمال یا مع القیود المباحہ بلا لزوم المفاسد کا ہو گیا
ہو اس بنا پر اظہار مخالفۃ مانعین کو مضر نہیں ہے جو مفاسد آپ نے دریافت فرمائے
ہیں اگر آپ اصلاح الرسوم کی مفصل بحث میلاد شریف۔ یا رسالہ طریقہ مولد شریف
از تالیف احقر ملاحظہ فرماویں تو اُن مفاسد کا بخوبی انکشاف ہو جاوے مگر یہاں بھی
اُن کا خلاصہ واصل الاصول عرض کئے دیتا ہوں۔ وہ مفسدہ یہی تبدیل نیت
وعقیدہ ہے اور اس پر جو شبہ لکھا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ عقیدہ ونیت کا
حال بلا اظہار البتہ معلوم نہیں ہو سکتا مگر جب اہل عقیدہ اپنے قول سے یا فعل
سے اس کا اظہار کر دیں تو معلوم ہو جاوے گا۔ چنانچہ ان صاحبوں کی مجموعی حالت
سے اعتقاد کا حال صاف صاف ظاہر ہوتا ہے مختصر امتحان یہ ہے کہ اگر یوں
مشورہ دیا جاوے کہ جو قیود فی نفسہا مباح اور جائز الفعل والترک ہیں اُن کو
دس بار کرتے ہو تو دس بار ترک بھی کر دو تاکہ قولاً وفعلاً اباحت ظاہر ہو جاوے
تو اس قدر شاق ہو گا کہ فوراً مخالفت پر آمادہ ہو جاوینگے اگر سچ مچ ان امور

کو ضروری نہیں سمجھتے تو اس شاق گذرنے کی کیا وجہ اکثر عوام کا تو یہی حال ہے اگر کسی تعلیم یافتہ فہیم کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو تو غایۃ مافی الباب اُس کے لئے علت ممانعت یہ نہ ہوگی مگر یہ لازم نہیں آتا کہ کسی دوسری علت سے بھی منع نہ کیا جاوے اگر کوئی دوسری علت منع کی پائی جاویگی تو اُن کو بھی روکیں گے وہ علت ایہام جاہل ہے یعنی خواص کے کسی فعل مباح سے اکثر عوام کے عقائد میں فساد آنے کا اندیشہ غالب ہو تو خواص بھی مامور بترک مباح ہوں گے شامی محشی در مختار نے بحث کراہت تعیین سورۃ میں یہ قاعدہ لکھا ہے کہ جہاں تغیر مشروع ہو یا ایہام جاہل ہو وہاں کراہت ہوگی پس عوام الناس تغیر مشروع کی وجہ سے روکے جاتے ہیں اور خواص ایہام جاہل کی وجہ سے یہی وہ مفسدہ ہے جس کا مخفی رہ جانا اور ملتفت الیہ نہ ہونا بعید نہیں اکثر مفاسد نیات وعقائد عوام کے بزرگان واکابر سے مخفی رہتے ہوئے روز و شب مشاہدہ میں آتے ہیں۔ شبہ دوم کا جواب بھی اسی تقریر سے نکل آیا سوء ادب کا شبہ اہلِ فہم سے نہایت بعید ہے جب انبیاء علیہم السلام سے زلات کے صدور کے معتقد و قایل ہونے میں سوء ادب لازم نہیں آتا تو اولیاء کرام کے حق میں کونسی بات سوء ادب کی ہے ہاں سوء ادب ایک طرح ہے بھی کہ بلا ضرورت ان زلات کو گاتا پھرے۔ اور جو شخص مقام تحقیق احکام شرعیہ میں ان زلات کا ذکر کرے در باب احکام کے اُن کا حجۃ نہ ہونا بیان کرے یہ ہرگز بے ادبی نہیں بلکہ عین ادار مامور بہ ہے اور یہ امر دریافت طلب کہ وہ کون سے واقعات تھے اس کی تحقیق اوپر ہو چکی ہے اور وہاں یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ ایسے مفاسد دقیقہ عوام کا خواص سے مخفی رہنا شب و روز مشاہدہ میں آرہا ہے۔ اور ایک شہادت تحریری یا تقریری بھی اس کے خلاف پر قائم نہیں البتہ اس کی موافقت میں بے شمار شہادتیں ہیں۔ شبہ سوم کا جواب بھی مضامین مذکورہ

بالا میں نظر کرنے سے صاف ظاہر ہے یعنی اوپر ظاہر ہو چکا ہے کہ مفسدہ دو ہیں تغیر مشروع اور ایہام جاہل سو ایک عالم کے عقائد میں ایسا فساد کہ تغیر مشروع کی نوبت آوے اگر مستبعد بھی ہو مگر ایہام جاہل یعنی انکے عمل سے عوام مبتلا فساد ہو جاویں ہرگز مستبعد نہیں اور چونکہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہنے تک نہ اُن صاحبوں کو ان اعمال کا مستقل اہتمام کا موقع ملا نہ وہاں کی حاضری میں مقتدا ہونیکا خاص موقع ملا البتہ ہندوستان میں پہنچکر شان پیشوائی ظاہر ہوئی ان اعمال کا اہتمام بھی کیا معتقدین کا ہجوم بھی ہوا ایہام کی نوبت بھی آئی تو اس ایہام کا زمانہ حاضری میں مشاہدہ کب ہو سکتا تھا پھر مخفی رہنے میں کوئی استبعاد نہیں اب شبہ تمثیل منافقان وعطائے خلافت بلا تحقیق سب زائل ہو گیا اور یہ سوال کہ نور باطن سے حضرت کو کیوں نہ معلوم ہو گیا یا کیوں نہ معلوم کر لیا اس کا حاصل یہ ہوا کہ آپ کو کشف کیوں نہ ہوا یا آپ نے قوۃ کشفیہ کو کیوں نہ استعمال کیا سو جو لوگ اس فن سے واقف ہیں اُن کے نزدیک اس کا جواب بدیہی ہے کہ کشف امر اختیاری نہیں نہ امر دائمی ہے اس لئے یہ سوال ضعیف ہے اس پر جو تفریعات کی ہیں وہ بھی سب اسی طرح مدفوع ہیں اب آخر میں یہ عرض ہے کہ اگر کوئی نیا شبہ ہو تو تحریر اُٹھا فرمانیکا مضائقہ نہیں اور اگر مثل خط دوم کے پہلے ہی شبہات کا اعادہ اور اُن کے جوابوں کی توضیح کا لکھنا مدِ نظر ہو تو اس تطویل سے بہتر ہو گا اگر خود تشریف لا کر فیصلہ فرمالیں کیونکہ تحریر میں بہت سے امور مفصل و مشرح ہو جانے سے رہ جاتے ہیں اور غیر ضروری امر میں وقت صرف کرنا دریغ و شاق معلوم ہوتا ہے۔ فقط والسلام ✦

سوال۔ بعد اداے صد نیاز گذارش ہے کہ میں اپنا خیال ظاہر کرتا ہوں اُس میں اگر کوئی امر بیجا ہو مجھکو مطلع فرمادیں اُس سے پرہیز کروں گا؟

مسئلہ (۱۲) رسوم و اصل طریق شادی

(۱) میں لڑکیوں کو جہیز دینا چاہتا ہوں اس میں پچیس جوڑے ہونگے گوٹہ ٹھپہ بھی ہوگا نیمزری اطلس بھی ہوگا مگر جوڑے کھول کر برادری کو نہیں دکھلائے جائینگے بعد میں دیدیے جائینگے صندوق پلنگ پیڑھا چوکی برتن ڈولہ یہ سب سامان بھی ہوگا۔ اب مجھکو مفصل معلوم ہونا چاہئے کہ ان میں سے کیا ہو کیا نہو

(۲) برات نہیں ہوگی دو دو تین تین بہلیاں ضرور ہونگی یعنی لڑکا مع چند اہل برادری ضرور آئیگا شاید تینوں جگہ سے دس بہلیاں آویں یہ میری کوشش ہے

(۳) زیور بقدر حیثیت کے لڑکیوں کو دونگا اس میں کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی۔

(۴) لڑکیوں کی رخصت کے بعد وہ دو روز کے بعد واپس آوینگی یہ وہ چیز ہے جسکا نام چوتھی اور بھوڑہ ہے میرے نزدیک باپ کے گھر سے لڑکی کا ایک دم چلا جانا کسی عرصۂ دراز کے لئے مناسب نہیں ہے رخصت سے دو روز کے بعد وہ بلائی جاوینگی اسکے بعد پھر جاوینگی اور میں مع متعلقین بریلی چلا جاؤں گا پس روز کی آمد و رفت موقوف یہ میری رائے ہے جس پر میں اس وقت تک قائم ہوں لیکن ان میں سے جو بات آپ کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اصلاح فرما دیجئے اس کے ترک پر آمادہ ہوں اصلاح سے میری جو کچھ مراد تھی وہ یہ تھی کہ یہ کمین لوگ ہم لوگوں کو بیوقوف بنا کر ٹھگتے ہیں یہ نہیں ہونا چاہئے میں چاہتا ہوں کہ آپ تکلیف فرما کر اس عریضہ کے جواب میں ایک دستور العمل لکھئے کہ یوں کرنا چاہیئے یا اگر میری رائے میں کوئی فساد کی بات نہیں ہے تو صرف اتنا تحریر فرماویں کہ جو کچھ کرنا چاہتے ہو اس میں کچھ ہرج نہیں فقط ؟

الجواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ راحت نامہ آیا انتظار رفع ہوا عزیز من میرے خیالات میں اختلاف عظیم ہے۔ آں عزیز نے صرف رسوم متعلقہ کمینان میں اصلاح[1]

[1] اصلاح الرسوم مستفتی کی درخواست سے تحریر فرمائی ہے ۱۲

ضروری قرار دی ہے اور میرے نزدیک جو ہیئت مجموعی اس وقت تقریبات کی ہو رہی ہے اس کے ہر ہر جزو کی قریب قریب اصلاح ضروری ہے بلکہ رسوم کمینان سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ کمینوں کو جو کچھ پہنچتا ہے وہ اُن کا حق الخدمت یا اپنے خادم کو انعام یا ایک متوقع کی اُمید برآری قرار دی جا سکتی ہے اور اُس میں اپنا دنیا کا ایک مطلب بھی ہے کہ آیندہ اچھی طرح اپنا کام کریں گے گو اس میں بھی تین امر نہایت قبیح ہیں ایک اپنا حق لازم سمجھ کر ایک گونہ مجبور کر کے لینا اور کمی میں آقا کو شرمندہ و ذلیل و بدنام کرنا دوسرے دینے والوں کی نیت میں تفاخر و نمائش ہونا جو بنص قطعی حرام ہے تیسرے اُس کے دینے کی ایک خاص صورت اور وضع مقرر کر لینا اُس کے خلاف کو نہایت مذموم و قبیح سمجھتے ہیں ورنہ بلا پابندی کسی خاص طریق کے جس طرح موقع ہوتا ان کو دیدیا جایا کرتا اُن قیود کی کیا ضرورت تھی غرض اس میں یہ تین امر سخت درجہ قبیح ہیں بخلاف اور تمام رسوم کے کہ بجز اتلاف مال و ارتکاب معاصی (مثل ریا و تفاخر و اسراف اور دوسروں کے لئے موجب تکلیف ہو جانا اور مقتدائے معاصی بن جانا) کوئی دنیا کا بھی معتد بہ نفع ان میں نہیں اس لئے میرے نزدیک ان کی قباحت بہ نسبت رسوم کمینان کے بڑھی ہوئی ہے میرے تمام خیالات کا خلاصہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ ہیئت متعارفہ کے قریب قریب جمیع اجزاء بدلنے کی ضرورت ہے گو اکثر اجزاء اگر فرادی فرادی ظاہر نظر سے دیکھے جاویں تو مباح نکلیں گے مگر یہ قاعدہ شرعی بھی ہے اور عقلی بھی ہے کہ جو مباح ذریعہ معصیت و معین جرم بنجاوے وہ بھی معصیت اور جرم ہو جاتا ہے ان تقریبات کے بدولت کیا مسلمان مقروض نہیں ہو جاتے کیا مہاجنوں کو سود نہیں دیتے کیا اُن کی جائداد و مکان نیلام نہیں ہو جاتے کیا اہل تقریب کی نیت میں اظہار

وتفاخر و نمائش نہیں ہوتا اگر عام مجمع میں اظہار نہ ہو تو گیا خاص مجمع کے خیال سے
(کہ گھر پہنچکر سب زیور و اسباب دیکھا جاویگا اُس کی قیمت کا اندازہ کیا جاویگا)
سامان نہیں کیا جاتا پھر کچھ ان رسوم میں تسلسل و ترتب اس قسم کا ہے کہ
ایک کو کر کے پھر سب ہی آہستہ آہستہ کرنا پڑتا ہے کیا ان قیود و پابندیوں کو قیود
شرعیہ سے زیادہ ضروری عملاً نہیں سمجھا جاتا نماز یا جماعت فوت ہونے سے
کیا کبھی شرمندگی ایسی ہوتی ہے جیسی جہیز میں چوکی یا پلنگ کے نہ دینے سے ہوتی
ہے گو اُس کی ضرورت نہ ہو جہیز میں ضروری سامان کا لحاظ شرعاً و عقلاً مضائقہ
نہ تھا مگر بہت یقینی امر ہے کہ ضروریات کی فہرست ہر جگہ جدا بنے گی لیکن جہیز کی ایک
ہی فہرست ہر جگہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ پابندی رواج اس کی علت ہے ضرورت
پر اس کے بنا نہیں تو اس درجہ کی پابندی نہ عقلاً جائز نہ شرعاً درست پس جب ان میں
اس قدر مفاسد ہیں تو عقل یا نقل اس کی کب اجازت دے سکتی ہے اگر یہ کہا
جاوے کہ کسی کو اگر گنجائش ہو تو دنیوی مذکورہ مضرتوں سے بھی محفوظ رہے
اور درستی نیت اختیاری امر ہے ہم ان امور کو ضروری سمجھتے ہیں نہ تفاخر و
نمائش کا ہمکو خیال ہے۔ پس ایسے شخص کے لئے تو یہ سب امور جائز ہونے
چاہئیں سو اول تو ذرا اس کا تسلیم کرنا مشکل ہے تجربہ اس کو تسلیم نہ کرنے
دیگا کیسا ہی گنجائش والا ہو کچھ نہ کچھ گرانی اُس پر ضرور ہوگی اور نیت میں بھی فساد
ضرور ہوتا ہے لیکن اگر اس میں منازعۃ و مزاحمت نہ بھی کی جاوے تو سو میں
ایک دو شخص ایسا مشکل سے نکل سکتا ہے ورنہ اکثر ضرور اُن خرابیوں سے
ضرر اٹھا رہے ہیں جب یہ حالت ہے تو یہ قاعدہ سننے کے قابل ہے کہ کسی شخص
کے فعل مباح سے جو حد ضرورت سے اُدھر نہ ہو دوسرے شخص کو ضرر پہنچنے
کا غالب گمان یا یقین ہو تو وہ فعل اس کے حق میں بھی مباح نہیں رہتا تو

اس قاعدے سے یہ اعمال وافعال اس محفوظ شخص کے حق میں بھی بوجہ اس کے کہ دوسرے تقلید کرکے خراب ہونگے ناجائز ہوجاوینگے اس شرعی قاعدہ کا حاصل وہ ہے جسکو عقلی قانون میں قومی ہمدردی کہتے ہیں یعنی ہمدردی کا مقتضا یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو دوسروں کو نفع پہنچاوے اگر یہ بھی نہ ہو تو دوسروں کو نقصان تو نہ پہنچاویں کیا کوئی باپ جس کے بچے کو حلوا نقصان کرتا ہے اس کے سامنے بیٹھ کر حلوا کھانا محض مزے کیلئے پسند کرے گا کیا اس کو خیال نہ ہوگا کہ میری حرص سے شاید بچہ بھی کھائے اور بیماری بڑھ جاوے کیا ہر مسلمان کی ہمدردی اسی طرح ضروری نہیں اس سے عقلاً و نقلاً سمجھ میں آگیا ہوگا کہ کسی کیلئے بھی ان رسوم کی اجازت نہیں اس کے بعد آں عزیز نے دستورالعمل دریافت کیا ہے سو آنعزیز کو فرمائش کرتے ہوئے خود اس وجہ سے حجاب دامنگیر ہوتا ہے کہ خدا تعالے نے آنعزیز کو فہم سلیم و عقل کافی عطا فرمائی ہے کثرت جابت بھی دی ہے میں فرمائش کرتا ہوا کیا اچھا معلوم ہونگا مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اگر ایسا اتفاق مجھ کو پڑا ہوتا تو اس وقت خیال یہ ہے کہ میں یوں کرتا کہ اس کام کے لئے وطن آنیکی ضرورت نہ سمجھتا اور وطن نہ آتا اور مصارف سفر میں اتنا روپیہ ضائع نہ کرتا لڑکے والوں کو لکھدیتا کہ لڑکا اور ایک اسکا کوئی مخدوم سر پرست اور دو اس کے خادم کل چار آدمی یہاں آجاویں اور اُسی مکان میں یا کوئی اور اچھا وسیع مکان ایک یا مختصر دو تین مکان ہر ایک کیلئے جدا جدا اور یہی بہتر تھا کرایہ پر لیکر اُنکا قیام کراتا اور لڑکیوں کو اپنے گھر کا جوڑہ پہناتا اور لڑکوں کو مجبور کرتا کہ اپنا جوڑہ پہنکر آؤ اور مجلس نکاح میں کسی کو اہتمام کرکے نہ بلاتا محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سب کو لیجاتا اور نماز کے بعد کہدیا جاتا کہ سب صاحب ذرا ٹھیر جاویں وہی مجمع اعلان و شہادت کیلئے کافی

ہوتا اور خود یا کسی عالم کی وساطت سے نکاح پڑھ دیتا اور روپیہ دو روپے کے خرما تقسیم کر دیتا اس میں مسجد میں نکاح پڑھنے کی بھی تعمیل ہو جاتی وہاں سے مکان پر اگر اسیوقت یا جبوقت موقع ہوتا لڑکیوں کو بلا جہیز اس مکان کرایہ میں رخصت کر دیتا اور ایک ایک معتبر خادمہ کو اُن کے ہمراہ بھیجتا۔ پھر اگلے روز اس مکان کرایہ سے اپنے مکان سکونت پر بلاتا اور ایک روز دو روز رکھکر پھر اس کو مکان کرایہ میں بھیجدیا جاتا جب دیکھتا کہ لڑکیاں مانوس ہو چلی ہیں لڑکوں کے ہمراہ ان کی بستی کو روانہ کر دیتا۔ جہیز میں پانچ پانچ جوڑہ پچاس پچاس روپے کا زیور اور پانسو پانسو روپے کی جائداد صحرائی دیتا برتن پلنگ خوان پوش بٹوے گوٹہ کھٹے کثرت سے ہمراہی میں مٹھائی وغیرہ کچھ ندیتا اور دولہا یا دُولہن کے کسی عزیز قریب کو ایک پارچہ ندیتا وہاں کے کمینوں کو پانچ پانچ روپیہ صرف اُن کی توقع پورا کرنے کو اور وطن کے کمینوں کو دس دس روپے دیدیتا اور تمام عمر متفرق طور پر لڑکیوں کو وقتاً فوقتاً جو چیز دینے کو میرا دل چاہتا نہ کہ برادری وکنبہ واہلِ عرف کی خواہش کیموافق اُن کو دیتا رہتا اور جائداد اگر اُن بستیوں میں ہوتی اُن کو انتظام سپرد کرتا اور اگر اپنے وطن میں ہوتی خود انتظام کرتا اور اُن کو اُن کا محاصل ششماہی یا سالانہ مع حساب کے دیتا رہتا باقی میں اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا ؎

من نگویم کہ ایں مکن آں کن　　　مصلحت بین وکار آسان کن

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ زور ڈالنا چاہتا ہوں نہ دخل دنیا پسند کرتا ہوں صرف اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے دوسروں کو مجبور وتنگ نہیں کرتا البتہ میری منصبی مصلحۃ اُس کو مقتضی ہے کہ اگر کوئی شخص درجہ مباح تک وسعت کرے تو اُس کو دل میں بُرا نہ سمجھوں گنہگار نہ کہوں شرعاً قابلِ ملامت

مسئلہ (۵۱) ایک نادان کی بے تحقیقی عمل و آزادہ در رضا خدا و دنیوی وعمل اُس

راقم اشرف علی از تھانہ بھون ۷۔ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

سوال بعد آداب بصد نیاز گذارش ہے کہ کل بتاریخ ۲۶۔ اپریل وقت بارہ بجے دن کے دو لڑکے توام پیدا ہوئے ان میں سے ایک مرگیا دوسرا زندہ ہے اس موقع پر جو خیال میرے دل میں پیدا ہو گیا ہے اسکو عقیدتاً آپکے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں یہ امر مسلم ہے کہ جو عورتیں ہمیشہ دائی کا کام کرتی ہیں وہ اس علم سے بالکل ناواقف ہیں اسلئے میں نے یہ تجویز کیا تھا کہ اس علم کے جاننے والی عورت یعنی میم دایہ اس کام کیواسطے بلائی جاوے لیکن گھر میں اس کو پسند نہیں کیا میں اُن کے اصرار پر یہ خیال کیا کہ آخر اس سے پہلے بھی آٹھ بچے ہو چکے ہیں اور اُن میں سے کسی میں بھی میم نہ تھی تو اب بھی کیا ضرورت ہے کہ اُن کے خلاف کوشش کی جاوے میں بھی خاموش ہو رہا چنانچہ ایک معمولی دایہ اس کام پر تعینات کی گئی جب دردِ زہ شروع ہوا اُس کے اڑھائی یا تین گھنٹہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا دوسرے کے آثار معلوم ہوئے اور دوبارہ شدت درد کی ہوئی اس ناواقف نے پیٹ کو دبا کر بچہ جنانا چاہا کہیں بے جگہ ہاتھ پڑ گیا بچہ سسکتا ہوا پیدا ہوا اُس نے اُسے اٹھا کر ڈالدیا وہ مرگیا اور ہم کو کسی کو خبر نہ کی اُس کے پانچ منٹ کے بعد خبر کی میں نے اپنے پاس باہر ڈاکٹر کو بٹھلا رکھا تھا اس نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ فوراً مجھکو کیوں نہ خبر کی اب فوراً اس کو یہاں لاؤ چنانچہ لایا گیا اور اُس نے اُس پر عمل کیا تو اس میں اسلئے حرکت پیدا ہوئی لیکن سانس نہ آیا یعنی زندہ نہ ہوا ڈاکٹر نے کہا کہ اگر میم دایہ یا واقف کار اس فن کی ہوتی تو بچہ کو فوراً گرمی دیجاتی وہ ہرگز نہ مرتا مجھ کو اپنی نادانی پر کہ کیوں میں نے عورتوں کا کہنا مان لیا سخت ندامت ہوئی اور یہ ندامت مجھ کو تمام عمر رہیگی کہ میری غفلت سے ایک جان تلف ہو گئی اب مجھ سے سب کہتی ہیں کہ مرضی خدا یونہی تھی لیکن میں ایسا نہیں کہتا بچہ نہایت تندرست لحیم

موٹا تازہ نو مہینے تک اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرۃ کاملہ سے رحم مادر میں پرورش فرمایا تو کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ اُنکی مرضی یہ تھی کہ وہ زندہ نہ رہے اب کہ مسئلہ علم الٰہی کو میں تسلیم کرتا ہوں کہ عورتوں کا اصرار میری غفلت اور اس سبب سے بچہ کا ضائع ہونا ضرور علم الٰہی میں تھا اور یہ غلط نہیں ہوسکتا تھا پس میں اس بچہ کا ضائع ہونا محض اپنی غفلت پر محمول کرتا ہوں اور یہ میرا عقیدہ اُسکے متعلق ہے اگر اس میں غلطی ہے تو برائے خدا اس کی اصلاح فرمادیجئے دوسرا بچہ بفضلہ اس وقت تک تندرست ہے۔ گھر میں سوائے معمولی تکلیف کے کچھ شکایت خاص نہیں ہے۔ فقط

الجواب۔ از اشرف علی عفی عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں ابتک تھانہ بھون نہیں جاسکا نہ معالجہ ابھی ختم ہوا اسی وجہ سے آنعزیز کا خط مجھکو دیر میں ملا جس سے خوشی اور رنج دونوں قلب میں مجتمع ہوگئے اللہ تعالیٰ زندہ بچے کی عمر کریں اور اس کو صاحب نصیب وعلم فرمادیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے ماہر فن سے اگر غلطی بھی ہوجاوے تو تاسف کم ہوتا ہے۔ بخلاف غیر ماہر کے کہ حسرت زیادہ ہوتی ہے۔ جس خیال کو آنعزیز نے حل کرنا چاہا ہے اُس کے متعلق اختصار کے ساتھ لکھتا ہوں تین چیزیں الگ الگ ہیں۔ علم۔ ارادہ۔ مرضی۔ علم الٰہی کا تعلق سب سے وسیع تر ہے یعنی موجودات ومعدومات سب احاطہ علمی کے اندر داخل ہیں خواہ حسن ہو یا قبیح اور اس سے ذات پاک میں کوئی الزام نہیں آسکتا اور سب سے کم وسعت مرضی یعنی رضا اور خوشنودی کو ہے کہ صرف امور حسنہ سے متعلق ہے شر اور قبیح سے اُس کا کوئی تعلق نہیں جسکا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ امور حسنہ سے راضی اور خوش ہیں اور امور قبیحہ سے راضی نہیں بلکہ ناخوش ہیں کیونکہ اگر ایسا نہو تو ذات پاک میں نعوذ باللہ دھبہ لگتا ہے کہ معاذ اللہ بری باتوں کو پسند فرماتے ہیں اور تعلق رضا کا

صرف ان امور حسنہ سے ہے جو باختیار عبد ہوں جیسے نماز و روزہ وطاعات و اخلاق حمیدہ و عقائد صحیحہ ان کو امور شرعیہ بھی کہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اسی مسئلہ کی تعلیم کے لئے تشریف لائے کہ اللہ تعالےٰ کن امور سے خوش ہیں اور کن امور سے ناخوش۔ اب رہگیا ارادہ جس کی حقیقت یہ ہے ترجیح احد المقدورین یعنی دو چیزیں جو قدرت کے اعتبار سے یکساں تھیں ان میں سے ایک کو پیدا اور واقع کردینا سو یہ باعتبار وسعت و عدم وسعت کے بین بین ہے یعنی اس میں نہ علم کی سی وسعت اور نہ رضا کی سی تنگی بلکہ وسعت میں علم سے کم ہے اور رضا سے زیادہ یعنی علم عام تھا موجودات و معدومات کو اور یہ خاص ہے موجودات کے ساتھ اور موجودات میں سے بھی وہ امر جو ممکن ہو کیونکہ جو ممکن نہ ہوگا اُس کے ساتھ قدرت کا تعلق نہ ہوگا اور جو ممکن ہو مگر موجود نہ ہو تو اُس کے ساتھ ترجیح کا تعلق نہ ہوگا اور ارادہ کی ماہیت تھی ترجیح احد المقدورین اس لئے اس میں امکان اور وجود دونوں کی ضرورت ہوئی تو یہ علم سے تو تنگ ہوا اور رضا سے اس کی وسعت اس لئے زیادہ ہے کہ رضا صرف امور حسنہ اختیاریہ عبد کے ساتھ متعلق تھی اور ارادہ امور اختیاریہ عبد و غیر اختیاریہ و امور حسنہ و امور قبیحہ سب کو شامل ہے کیونکہ اوپر جو ماہیت اس کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ ارادہ کیا چیز ہے دو چیزیں جو خدا کی قدرت میں برابر تھیں مثلاً زید کا زندہ رکھنا زید کا مارنا ان میں سے ایک کو اپنی قدرت سے واقع کردیا یعنی یا حیات زید کو پیدا کردیا یا موت زید کو پیدا کردیا۔ سو چونکہ عقلاً و نقلاً ثابت ہے کہ خالق ہر شے کا اللہ تعالےٰ ہے اس لئے یہ ماننا پڑیگا کہ تمام امور اُن کے ارادہ سے پیدا ہوتی ہیں جیسا تفسیر مذکور ارادہ کی اس پر دلالت کررہی ہے۔ پس خلاصہ یہ ٹھیرا کہ علم تو اللہ تعالےٰ کو سب چیزوں کا ہے خواہ موجود ہوں یا معدوم پھر جن چیزوں کے ایجاد و اعدام پر برابر قدرت

ہے اُن میں سے ایک کو خواہ ایجاد کو یا اعدام کو اپنے ارادہ سے ترجیح دیدیتے ہیں
اُسی کی موافق وہ واقع ہوجاتا ہے خواہ اچھا ہو یا بُرا کیونکہ یہ اچھا بُرا ہمارے اعتبار
سے ہے اور چونکہ اُس میں بہت سی پوشیدہ مصلحتیں اور حکمتیں ہوتی ہیں جن
تک ہماری رسائی نہیں ہوسکتی اس اعتبار سے بالکل بُری کوئی چیز نہیں پھر اُن
ممکنات میں سے جو امور باختیار عبد ہیں اور پھر اُن میں سے جو امور حسن ہیں اُن کے
ساتھ اپنی رضا کو متعلق فرما دیتے ہیں۔ پس یہی قصہ جو واقع ہوا یہ یقینی بات ہے
کہ علم خداوندی اس کے ساتھ متعلق تھا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت
سے یہ امر واقع ہوا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسی اختیاری بے احتیاطی
کو پسند نہیں فرماتے پس یہ کہنا کہ مرضی الٰہی یوں ہی تھی اگر مرضی بمعنے ارادہ ہے
جیسا کہ کم علموں کا محاورہ ہے تو گو یہ لفظ بے موقع ہے مگر مراد صحیح ہے کیونکہ بدون
ارادہ خداوندی کوئی چیز عالم میں واقع نہیں ہوسکتی ورنہ اس کے معنے یہ ٹھیرینگے
کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جیسا اس کی تفسیر مذکور سے واضح
ہوچکا ہے۔ اور اگر مرضی بمعنے رضا و خوشنودی ہے تو سراسر غلط اور باطل
ہے۔ اُمید ہے کہ آنعزیز اس تقریر کو ذرا خوض سے پڑھیں گے اور بہتر ہو کہ دو
تین بار پڑھیں تو شبہ حل ہوجاویگا اور اپنے خیال اور تسلی دینے والوں کے
خیال کا اختلاف بخوبی فیصل ہوجاویگا۔ میں نے بفضلہ تعالےٰ اس نازک مسئلہ
کو بہت سہولیت سے تحریر کردیا ہے۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء فقط۔

سوال اب کچھ اپنی تباہی کا حال بیان کرتا ہوں امیدوار ہوں کہ سمع خراشی
کی بابت معاف فرمایا جاؤں جس کا یقین کامل ہے۔ حضرت اب تو نہایت ابتر حالت ہے
وظیفہ وغیرہ سب ترک ہے اگر بجبر تسبیح لیکر بیٹھتا ہوں جی گھبراتا ہے قید شمار تسبیح
سے جی اُلجھتا ہے تب خاموش بیٹھ جاتا ہوں اُس میں البتہ کبھی کچھ عرصہ تک

سوال (۱۸) متعلق سلوک

نیند کہوں یا کیا کہوں خبر نہیں رہتی کہ کہاں ہوں اور کیا ہوں ہاں اتنا ضرور ہے کہ
شغل اشغال قطعاً بند ہیں کیونکہ دل اُلجھتا ہے لیکن اس کا نہ ہونا ہر دم سوہان روح
ہے اور ایک بات یہ بھی کہتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے کیونکہ خدا جانے میں
کچھ سمجھتا ہوں اور ہو کچھ اور وہ یہ ہے کہ زیادہ اوقات میں اور کبھی کبھی ہر کام میں
اور کبھی کبھی نہیں بھی دھیان اللہ کا دل میں رہتا ہے اگر کچھ تسکین اس وقت ہے
تو اس سے ہے کہ اگرچہ زبانی یا بقصد تسبیح کے ذکر نہیں کرتا ہوں خیر یہ بھی غنیمت
ہے کہ کبھی دھیان تو اپنے اللہ کا آجاتا ہے پیشتر جو سوز و گداز اور غلبہ رہتا تھا اس کا
پتہ بھی نہیں ہے اب فرمایئے کہ یہ کیا حالت واقع ہوئی اور کیا علاج کیا جاوے کل
صفحہ ۹۶ رسالہ تعلیم الدین پڑھ رہا تھا کہ ایک موقع جہاں پر حضور نے لغزشات سالک
تحریر فرمائی ہیں نظر سے گذرا جنسہ اپنی حالت کو اعراض۔ حجاب۔ تفاضل سلب مزید
سلب قدیم۔ تسلی میں مبتلا پایا لیکن الحمد للہ کہ عداوت نہیں پائی جاتی اب فرمایئے
کیا ہوا اور کیا کروں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ سالک اگر عبادت میں کوتاہی
کرتا ہے تو راجع ہو جاتا ہے۔ اب یہ فرمایئے کہ میں کس ذیل میں ہوں للہ جلد
جواب دیجئے گا اور علاج فرمایئے گا کیونکہ تحریر مذکور الصدر کو دیکھکر میرا دل بیقرار
ہوگیا ہے اور بدحواسی سی پیدا ہو جاتی ہے جس کا کیا بیان کروں دل ہی جانتا ہے اگر
خدانخواستہ کوئی بات خلاف ظہور میں آوے تو اللہ کو علم ہے کہ میری کیا حالت ہو گی
اللہ صاف صاف جواب تحریر فرمائیگا ہر چہ بادا باد اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرماوے
اور حضور کو مع متعلقین خوش و خورم رکھیں آمین ثم آمین پیشتر اس قدر تسبیح پڑھتا
تھا کہ تیس تیس ہزار تسبیح علاوہ نماز و نوافل کے روزمرہ ہو جاتی تھیں اور ایک
ذوق ہوتا تھا اب قسمت میری یہ حالت واقع ہوئی بہرحال اللہ کا شکر ہے پیشتر جوش
و خروش ابتدا میں تھا اب ایک معمولی حالت ہوگئی ہے کوئی نئی بات نہیں معلوم

ہوتی بلکہ پیشتر سے اپنے میں بدرجہا کمی معلوم ہوتی ہے میرے خیال میں پیشتر سے بعوض ترقی کے کمی معلوم ہوتی ہے اب آپ تحریر فرمائیے کہ کیا ہے خدانخواستہ جو عبارت تعلیم الدین میں تحریر ہے جس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ کیفیت تو نہیں ہے مختصراً یہ عرض ہے کہ اب ذکر وغیرہ کچھ نہیں بن پڑتا ہے۔ البتہ میرے خیال میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ فکر کچھ ضرور ہے کیونکہ دل میں اللہ کی یاد کبھی کبھی ضرور رہتی ہے یہ کمی اشغال و معمولات نہ معلوم کیوں ہوگئی براہ کرم مطلع فرمایا جاؤں بعض دفعہ اپنی تصویر مجسم اپنے روبرو بیٹھے ہوئے نظر آتی ہے ہرچند آنکھ بند رہتی ہے کبھی کبھی آنکھ بند کر لینے سے جو چیز روشن ہو یا مثل رنگ آسمان کے ہو آنکھوں پر ہاتھ رکھ لینے سے بھی نظر آتی ہے مثلاً ایک تجربہ یہ کہ ایک روز اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا سامنے دروازہ کے ایک چھجہ تھا اور اس پر کچھ لکھا ہوا مطلع اندر مکان سے نظر پڑتا تھا آنکھ بند کر کے جو دیکھا تو وہی نقشہ نظر آیا پھر آنکھوں پر ہاتھ رکھکر دیکھا بجنسہ نظر آیا۔ فقط ۔

الجواب مشفقم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا حال اچھا خاصا ہے۔ عبادت کے مختلف طریقے ہیں فکر بھی عبادت ہے ذکر بلا قید عدد بھی عبادت ہے اپنے کو ذلیل وخوار قاصر وناقص سمجھنا بھی عبادت ہے غرض مقصود ہر حال میں حاصل ہے ہاں مذموم حالت دو ہیں ایک معصیت دوسری غفلت سو یہ بفضلہ تعالیٰ نہیں ہے رہا غلبہ اور شوق یہ حالات عارضیہ میں سے ہے اس کا فقدان سالک کو مضر نہیں اور نہ یہ کیفیت بعینہ قائم ودائم رہ سکتی ہے جن حجابات کا آپکو شبہ ہوگیا ہے وہ محض وہم ہے اور کچھ نہیں ہے آپ بلا دلیل محض تقلید سے میری تحریر پر مطمئن رہئے اور اپنے کام میں سہولیت اور راحت سے لگے رہئے پریشانی سے البتہ قلب ضعیف ہو جاتا ہے جس میں مضر ہونے کا احتمال ہے غرض نہ آپ مریض نہ علاج کے محتاج البتہ فن کے نہ جاننے سے صحت کی خبر نہیں سو یہ بھی کوئی ضرر کی بات نہیں

اس[1] میں جو تحریر فرمایا ہے وہ تصرف قوۃ متخیلہ کا ہے اکثر حس مشترک میں الوان و انوار مرئی کے رہ جاتے ہیں جو آنکھ بند کرنے سے بھی نظر آتے ہیں یہ نہ محمود ہے نہ مذموم تردد نہ فرماویں۔ فقط ۔ الراقم اشرفعلی عفی عنہ

سوال (۱۹) متعلق آیۃ فلما اکلا منہا و اتوا ثمرہ

سوال الحمد للہ والمنۃ والصلوۃ والسلام علی خیر البریہ وآلہ واصحابہ وسلم اما بعد فانی احقر عباد اللہ تعالیٰ امین الحق البکر مفوری الجہانگیرنگری البنقالی مولدا و الاسحاقی الجمالی تلمذا و الحنفی مذہبا اقول و اعرض عند خدامکم انہ قد خطر خطرۃ ببالی و وقع خدشہ ما اعلم حل عقدتہا ولیس عندی کتاب احقق فیہ ذالک فرجعت الیکم الجواب و ہو ان الجنۃ ابدیۃ و اثمارہا ایضا کذالک فکیف اکلہا آدم علیہ السلام فی الجنۃ وما صار ابدیا وکیف نزلت مع حنطۃ الجنۃ وصارت غیر ابدیۃ وما معنے الاکل والذوق فی قولہ تعالیٰ اکلا و ذوقا فان کان معناہ از دہان در شکم فرو بردن فلا یخلو ان یکون منہضما اولا والاول یستلزم منہ ان یکون الابدی فانیا وہو خلاف ما قالوا من ان الجنۃ ابدیۃ اگر ایں خدشہ را مطابق قواعد اہل السنۃ والجماعۃ بالتفصیل ارقام نمودہ دلم را جمع نمایند ہر آئینہ عند اللہ ماجور باشند کہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ۔

الجواب قال اللہ تعالیٰ اکلہا دائم وظلہا وقال تعالیٰ کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا دلت الآیۃ الاولی علی دوام ثمراتہا وبقائہا ودلت الثانیۃ علی طعمہا و فنائہا فوجہ الجمع ان المراد بکون ثمراتہا دائمۃ ابدیا بالنوع لا بالشخص کما یشیر الیہ قولہ تعالیٰ واتوا بہ متشابہا فبہذا انطابقت الآیات وتوافقت الروایات وزاحت الشبہات وزالت الاشکالات ۔ وہذا ظاہر جدا لمن مارس الفنون الشرعیۃ ودارس لعلوم السمعیۃ واللہ تعالیٰ اعلم

ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ

[1] یہ جواب ہے اس عبارت کا جس میں سائل نے لکھا تھا کہ لون آسمان وغیرہ کا آنکھ بند کرنے سے نظر آتا ہے

مسئلہ (۴۰) تحقیق عموم برکات لیلۃ القدر

سوال تقریباً ایک ماہ کا عرصہ گذرا کہ ایک اہلِ تشیع نے مجھ سے دو سوال پیش کئے تھے ایک تو یہ کہ انسان کو اشرف المخلوق کیوں کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ قرآن جمیع اولاد آدم کی ہدایت کے لئے اترا ہے اور اولاد آدم اکناف عالم میں ایسے مختلف جزائر میں بھی آباد ہے کہ اُس جگہ اِس وقت دن ہے اور دوسرے مقام پر رات تو سورۃ لیلۃ القدر میں جو فضیلت شب منصوص ہے اس کا مصداق وہ مقام نہ ہونگے جہاں اُس وقت دن ہوگا ایسا اختلاف نزول ملائکہ میں کیوں واقع ہوگا حالانکہ کلام الٰہی جملہ بنی نوع انسان کے لئے حالات پر منطبق ہونا چاہیئے وہ شخص جواب عقلی مانگتا ہے نہ نقلی پہلے جواب میں تو میں نے اس کی تسکین کردی مگر اس کے جواب کی ضرورت ہے۔ فقط۔

الجواب سوال دوم کا جواب بہت ظاہر ہے جس زمانہ و وقت کے ساتھ جو حکم یا فضیلت متعلق ہے ہر جگہ جب وہ وقت و زمانہ آویگا اُسی وقت وحکم یا فضیلت بھی واقع ہوگی پس جس طرح نمازوں کا حکم ہر جگہ طلوع و غروب کے ساتھ ہے اسی طرح یہاں کے حساب سے جو لیلۃ القدر ہوگی اُس وقت وہ برکات خاصہ یہاں نازل ہونگے اور جس وقت دوسری جگہ کے حساب سے وہاں لیلۃ القدر ہوگی ویسے ہی برکات اور رحمت وہاں اُس وقت متوجہ ہوں گے وہذا ظاہر جداً۔ فقط۔ اشرف علی عفی عنہ

مسئلہ (۴۱) تحقیق انا الحق و دیگراں

سوال حضرتِ اقدس مولانا صاحب۔ بعد سلام مسنون آنکہ نامۂ نامی رسید قبول بیعت منکوحہ بندہ معلوم گردید خرسندگی لانہایت حاصل گردید وظیفہ مرقومہ را حسب فرمان جناب تعلیم یافت وبالفعل آں خادمہ جناب امیدوار است از ذکر اذکار نیز ارشاد فرمایند زیادہ از طرف او سلام و اُمید دعا است ثانیاً اینکہ در ینجا چند مردمان لفظ انا الحق مے گویند و بعض مولویاں ایں دیار اوشاں را کافر گویند لہذا امیدوارم معنے انا الحق چیست و نزد صوفیہ کرام جائز است یا نہ تحریر

فرمایند۔ راقم عبدالرحمٰن از کانی ڈاکخانہ منگڈ ملک برما۔

الجواب۔ عزیز من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ زناں را اوراد و وظائف بس است اذکار کہ بطور اشغال مے باشند مناسب حال اوشاں نیست ہاں اگر نزدیک معلم باشند لا باس بہ است اگر زیادہ اصرار و رغبت یابند اسم ذات اللہ اللہ شش ہزار بار بخلوت نشستہ خواندن امر فرمایند و ہر تغیرے کہ در حالت پیش آید بزودے ہر چہ تمامتر اطلاع دادہ باشند اوشاں را از من سلام و دعا رسانند۔ انا الحق اگر بلا تاویل و بلا غلبہ حال گفتہ شود بے شک موجب کفر است شکے نیست واگر بتاویل گویند کہ انا الثابت الموجود لا الموھوم کما یقول بہ السوفسطائیۃ یا انا مظہر للحق کما یکون المصنوع مظہر الصانع کفر نباشد مگر چونکہ موہم کفر است لہذا معصیت و بدعۃ سیئہ خواہد بود توبہ و کف ازیں کلمات واجب خواہد بود واگر در غلبہ حال کہ عادم اختیار و قصد باشد گوید نہ عاصی خواہد بود نہ کافر والی مثل ہذا اظہار از حال جہال ایں زماں کہ خرقہ تصوف در بر کشیدہ اند ہمیں است کہ ازیں کلمات متاع ایمان برباد مے دہند ہداہم اللہ تعالیٰ و ہر چہ در شرع نا رواست نزد صوفیہ ہم خطا است صوفیہ کرام از جادۂ شرع بیروں نمے روند و ہر کہ بیروں افتاد تصوف از دست داد ہمہ آنچہ گفتہ شد ظاہر و باہر است کالشمس فی نصف النہار واللہ اعلم

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ تھانوی

مسئلہ (۱۱) اجرت بر عبادات

سوال مذہب قدماء میں عبادات پر اجرت لینا دینا حرام ہے۔ ان حضرات کی دلیل کیا ہے متاخرین نے کن کن عبادات پر اجرت جائز فرمائی ہے اور مصلحۃ مجوزہ کیا تھی اور وہ مصلحۃ مجوزہ شاملہ ہے یا غیر شاملہ اگر شاملہ ہے تو اختصاص بعض دون بعض کیوں اور اگر غیر شاملہ ہے تو وہ کونسی ہے یہاں زیارۃ قبور و صلوۃ جنازہ و تہلیل خوانی و قرآن خوانی بر قبور فاتحہ ذبح فتویٰ نویسی فرائض نویسی دستخط بر فتوے فرائض

شہادت وعقد وغیرہا عبادات پر اجرت لیتے ہیں اور اجرت لینا دینا مشہور ہے اس طرح پر اگر کسی جانب سے اجرت کا ذکر بھی نہو تاہم اجرت دیتے ہیں۔ اگر نہ دیں توخفا ہوتے ہیں کیسا ہے۔؟

الجواب اصل مذہب یہ ہے کہ کسی طاعت مقصودہ پر اجرت لینا جائز نہیں مگر جن طاعت میں دوام یا پابندی کی ضرورت ہے۔ اور وہ شعار دین میں سے ہے کہ اُن کے بند ہونے سے اخلال دین لازم آویگا اور ویسے کسی کو مہلت نہیں ایسے امور کو اس کلیہ سے مستثنےٰ کر دیا ہے اور ظاہر ہے کہ زیادۃ قبور و تہلیل خوانی قرآن خوانی برقبور فاتحہ کے متروک ہونے سے نظم دین میں کوئی خلل لازم نہیں آتا اس لئے یہ اس کلیہ سے مستثنےٰ نہیں ہوسکتا علے ہذا القیاس گواہی نہ دینے سے دین میں بے رونقی نہیں ہوتی خود کاتم گنہگار ہوگا دستخط میں کوئی مشقت نہیں نہ شعار دین سے ہے ذبح وعقد و فرائض نویسی ہیں البتہ بایں وجہ کہ عبادت مقصودہ میں سے نہیں گنجائش معلوم ہوتی ہے منصف طالب کے لئے اتنا کافی ہے مگر علماء مجادلین کے لئے بار شتر سے بھی سکوت و قبول کی امید نہیں اس لئے اس پر بس کیا گیا۔ فقط واللہ اعلم۔ اشرفعلی عفی عنہ

سوال ایک شخص نے بذریعہ کسی اجنبیہ محرمہ کے رمضان میں جلق کرایا اب وہ شخص زانی کہلائیگا یا نہیں اور اس عورت کے اصول و فروع اس کے حق میں کیا ہے اور اُس کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ زنا کی تعریف میں ادخال الذکر قدر الحشفۃ داخل ہے کما فی الدر المختار اس لئے یہ زنا حقیقی تو نہیں ہے البتہ مقدمات زنا کو حدیث میں زنا فرمایا گیا ہے اس لئے حکماً زنا ہے یعنی گناہ میں مشابہ زنا کے ہے اور چونکہ مس بالشہوۃ ہے اس کے اصول و فروع سب حرام ہوجاتے ہیں اس لئے یہ حکم ثابت ہوجاویگا۔ البتہ اگر انزال

مسئلہ (۲۲) جلق کردن در رمضان بذریعہ اجنبیہ

ہو تو حرمۃ ثابت نہو گی۔ کما فی الدر المختار و اصل مسوسۃ لشہوۃ و اصل ماسۃ دفرہ وعمن وفیہ ایضاً فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمۃ و بہ یفتی اور روزہ فاسد ہو جاویگا اور صرف قضا لازم آویگی فی الدر المختار اذا استمنی بکفہ الی قولہ کذا فقط

سوال کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ مسبوق امام کے ساتھ قعدہ اولی میں ملا اور قبل اس کے کہ مسبوق تشہد ختم کرے امام اٹھ گیا تو مسبوق امام کی متابعت کرے یا تشہد ختم کر کے اٹھے؟

الجواب۔ اس صورت میں مسبوق تشہد ختم کر کے اٹھے بدون ختم کرنے تشہد کے نہ اٹھے ہکذا فی الرد المختار عبارتہ ہذا قولہ لا یتابعہ الخ ای ولو خاف ان تفوتہ الرکعۃ الثالثۃ مع الامام کما صرح بہ فی الظہیریۃ و شمل باطلاقہ مالو اقتدی بہ فی اثناء التشہد الاول او الاخیر فحین قام امامہ او سلم و مقتضاہ انہ یتم التشہد ثم یقوم۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ اشرف علی تھانوی۔

سوال قربانی کی کھالوں کا روپیہ آیا ہوا تنخواہ مدرسین میں دینا جائز ہے یا نہیں اور طلبہ کو بطور انعام کے دینا جائز ہے یا نہیں ہندو ہوں یا مسلمان غنی ہوں یا فقیر فقط

الجواب فقہانے تصریح فرمائی ہے کہ جب تک کھال فروخت نہو ہر شخص کو اس کا دیدینا اور خود بھی اس سے منتفع ہونا جایز ہے اور جب فروخت کر دی تو اس کی قیمت کا تصدق کرنا واجب ہے اور تصدق کی ماہیت میں تملیک ماخوذ ہے اور چونکہ یہ صدقہ واجب ہے اس لئے اس کے مصارف مثل مصارف زکوٰۃ کے ہیں پس مدرسین کی تنخواہ میں اس کا صرف کرنا جائز نہیں البتہ غریب مسلمان طالب علم جو زکوٰۃ کا مصرف ہو سکے اس کو بطور انعام یا امداد خوراک و پوشاک تملیکاً دیدینا جائز ہے اور ہندو اور غنی اس کے مصارف نہیں۔ فقط۔ اشرف علی عفی عنہ۔

سوال ناصیہ کے بال لینا یعنی حجامت بنانا اور گردن مونڈانا اور سینہ کے

بال کترانا یا مونڈانا علے ہذا ران و ہاتھ کے کیسا ہے۔

الجواب ناصیہ یعنی مقدم راس کے بال لینا باقی چھوڑنا قزع میں داخل ہے اور ممنوع گردن کے بال مونڈانا فقہاء نے مکروہ سمجھا ہے سینہ اور ران کا مونڈانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ اشرف علی عفی عنہ۔

سوال ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ کہ ایک مرتبہ میری بستی میں وبا زور شور سے پھیلی تھی اس وقت میری نیت ہوئی کہ اگر خداوند کریم نے اس بلا سے میرا گھر محفوظ رکھا تو اس کی درگاہ میں ایک شتر نیاز دوں اس بلاسے اللہ پاک نے بچالیا اب میں شتر کی تلاش میں ہوں لیکن اس طرف شتر عنقا صفت ہے اس لئے میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ کیا فرماتے ہیں فقط۔ المرسل شیخ پیر علی از پورینہ۔

الجواب اس صورت میں اختیار ہے خواہ سات بکریاں ذبح کر کے مساکین کو خیرات کر دیجئے یا متوسط درجہ کے اونٹ کی قیمت مساکین کو تقسیم کر دیجئے۔ درمختار میں ہے ولو قال للہ علے ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز اھ وفی نذر ان یتصدق بعشرۃ دراھم فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدقہ بثمنہ اھ۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ از تھانہ بھون ۱۹ ستمبر ھ

(خط ہدایۃ نمط نزد عزیزیکہ شکایۃ عوام از بے طاقتی کرد)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا الطاف نامہ آیا مکرر لکھتا ہوں کہ جس کام کو آپ نے اختیار کر رکھا ہے یعنی امر بالمعروف دو حال سے خالی نہیں یا اس کا تحمل ہے یا نہیں اگر تحمل ہے تو پھر عوام کی شکایات بے معنی جتنا وقت اس حکایت شکایت میں صرف کیا جاتا ہے اپنے کام میں کیوں نہ صرف کیا جاوے اور اگر تحمل نہیں تو اس کو ترک کر دینا چاہئے کہ صرف مستحب کیلئے اس قدر صعوبت برداشت کرنا ضروری نہیں۔ ت

مسئلہ (۲۵) حکم حلق ناصیہ و گردن و سینہ و ران

مسئلہ (۲۶) نذر تصدق شتر و عدم دستیابی آن

سے بہ مدگلہ اختصار مے باید کرد یک کار ازیں دو کار میباید کرد
یا تن برضائے دوست میباید داد یا قطع نظر زیار مے باید کرد

فقط۔ کتبہ اشرف علی از تھانہ بھون۔

مسئلہ (۲۸) وقت تکبیر اولیٰ

سوال تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک حاصل ہوتا ہے یعنی تکبیر اولے میں شریک نہیں ہوا بلکہ فاتحہ یا ختم سورۃ قبل رکوع کے شریک ہوا تو ثواب تکبیر اولیٰ کا ملیگا یا نہیں۔؟

الجواب اس میں کئی قول ہیں ایک تو مقارنۃ تکبیر امام کے یعنی دونوں ساتھ کہیں دوسرے قبل فراغ ثنا امام کے تیسرے اگر مقتدی موجود تھا تو تین آیت پڑھنے سے پہلے اور اگر بعد میں آیا تو سات آیت پڑھنے سے پہلے چوتھے الحمد ختم کرنے سے پہلے پانچویں پہلی رکعت میں شریک ہوجانے سے وتظہر فائدۃ الخلاف فی وقت ادراک فضیلۃ تکبیرۃ الافتتاح فعندہ بالمقارنۃ وعندھما اذا کبر فی وقت الثناء وقیل بالشروع قبل قراءۃ ثلاث آیات لو کان المقتدی حاضرا وقیل سبع لو غائبا وقیل بادراک الرکعۃ الاولیٰ وھذا اوسع وھو الصحیح اھ وقیل بادراک الفاتحۃ وھو المختار خلاصہ ۱۲ شامی واللہ اعلم۔ اشرف علی عفی عنہ۔

مسئلہ (۲۹) تعیین منکوحہ

سوال وقت نکاح قاضی کو نام منکوحہ کا لیکر مجمع عام میں پکار کر ایجاب و قبول کرانا چاہیئے یا کیا اور جو بدون نام لینے زوجہ کے ایجاب وقبول کرادے سو نکاح درست ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب شرط جواز نکاح یہ ہے کہ منکوحہ زوج اور شاہدین کے نزدیک مجہول نہ رہے بلکہ اپنے غیر سے متمیز ہوجاوے خواہ کسی طرح سے امتیاز ہو پس اگر منکوحہ حاضر ہے تو اس کی طرف اشارہ کردینا کافی ہے اور اگر غائب ہے تو اگر بدون تصریح نام کے بعض قیود سے اس کی تعیین ممکن ہے تو نام لینے کی حاجت نہیں اور اگر اوصاف

سے تمیز نہ ہو تو اُس کا نام لینا ضرور ہے بلکہ اگر اُس کے نام سے بھی تعیین نہ ہو تو باپ دادا کا بھی نام لینا ضرور ہے۔ حاصل یہ کہ رفع ایہام ہو جاوے فی الدر المختار و لا المنکوحۃ مجہولۃ و فی رد المختار قلت و ظاہرہ انما لو جرت المقدمات علی معینۃ و تمیزت عند الشہود ایضاً یصح العقد و ہی واقعۃ الفتوی لان المقصود نفی الجہالۃ و ذلک حاصل بتعینہا عند العاقدین و الشہود و ان لم یصرح باسمہا کما اذا کانت احدہما متزوجۃ و یؤید ما سیاتی من انہ لو کانت غائبۃ و زوجہا وکیلہا فان عرفہا الشہود و علموا انہ ارادہا کفی ذکر اسمہا و الا لابد من ذکر الاب و الجد ایضاً الی آخر ما قال و اطال واللہ اعلم

اشرفعلی عفی عنہ

مسئلہ (۱۳۰) حکم اقتدا بعد زبان سلام

سوال۔ زید بعد ایک سلام امام کے شریک ہوا تو باقی نماز کے واسطے کب کھڑا ہو کر شروع کرے اور بعد لفظ سلام کے شرکت جماعۃ کی جائز ہے یا نہیں؛

الجواب۔ صورۃ مسئولہ میں شرکۃ امام کے ساتھ صحیح نہیں ہوئی پس تحریمہ از سر نو کہکر اپنی نماز تنہا پوری کرے تحریمہ اولے باطل ہو گیا کیونکہ اقتدار موضع انفراد میں مفسد نماز ہے اور یہ موضع انفراد کا تھا کما فی الدر المختار فی واجبات الصلوۃ و تنقضی قدوۃ بالاول قبل علیکم علی المشہور عندنا و علیہ الشافعیۃ واللہ اعلم۔

اشرفعلی عفی عنہ۔

مسئلہ (۱۳۱) دعا وغیرہ وقت زفاف

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جب دُلہن اپنے گھر لاوے تو بوقتِ صحبت و خلوۃ صحیحہ کون کون امر زوج پر سنت ہیں اور کون کون دعا پڑھنا احادیث سے ثابت ہے اور کوئی نماز بھی پڑھنا چاہئے اور کیا کیا برکۃ و رحمۃ نازل ہوتی ہے ایسے عامل سنت پر

الجواب سنت یہ ہے کہ اول اُس کے موئے پیشانی پکڑ کر اللہ تعالےٰ سے برکت

کی دعار کرے اور بسم اللہ کہکر یہ دعار پڑھے اللہم انی اسالک خیرھا وخیر ما جبلت علیہ واعوذبک من شرھا وشر ما جبلت علیہ اور جس وقت ارادہ صحبت کا کرے یہ کہے بسم اللہ اللہم جنبنا الشیطن وجنب الشیطان ما رزقتنا پہلی دعار کی برکت یہ ہے کہ زوجہ ہمیشہ تابع رہیگی دوسری دعار کی یہ برکت ہے کہ اگر اولاد ہوگی صالح ہوگی اور ضرر شیطان سے محفوظ رہے گی۔ زاد المعاد۔ اور نماز پڑھنا کسی حدیث میں تو دیکھا نہیں مگر بعض علمار سے سنا ہے کہ اولی ہے۔ کہ اول دو رکعۃ شکر یہ پڑھکر اللہ تعالے کا شکر کرے کہ تونے مجکو حرام سے بچایا اور حلال عنایت فرمایا پھر بعد اُس کے ادعیہ مذکورہ پڑھے۔ واللہ اعلم۔

سوال ایک شخص اپنا مال نقد ایک روپے کو فروخت کرتا ہے اور ادھار سترہ آنے کو بیچتا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ وقت بیع کے ثمن کی تعیین نہیں کی بلکہ مشتری سے تردید کے ساتھ کہا کہ اس کی قیمت اگر اسی وقت دوگے تو ایک روپیہ لونگا ورنہ سترہ آنے لونگا یہ تو بوجہ جہالت ثمن کے جائز نہیں۔ دوسری شکل یہ ہے کہ اول مشتری سے طے کرلیا ہو کہ نقد لینے ہو یا ادھار اگر اس نے نقد لینے کو کہا تب تو ایک روپیہ قیمت ٹھیرائی اگر ادھار لینے کو کہا تو سترہ آنے ٹھیرائے یہ جائز ہے۔ فی العالمگیریہ رجل باع علے انہ بالنقد بکذا وبالنسیۃ بکذا او الی شہر بکذا او الی شہرین بکذا لم یجز کذا فی الخلاصۃ انتہی جلد ثالث ۱۵۴ مطبوعہ نولکشوری۔ فقط واللہ اعلم۔

سوال چہ میفرمایند علمائے دین اس مسئلہ میں مسبوق نے امام کے ساتھ بھول کر سلام دونوں طرف پھیر دیا اور اپنے یا دوسرے کے کہنے سے اسی وقت یا کچھ توقف کرکے کھڑا ہوگیا۔ ان چاروں صورتوں میں سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں ؟

الجواب اگر امام سے پہلے یا اُس کے ساتھ سہواً سلام پھیرا تو سجدہ سہو لازم نہیں جمیع صورۃ مندرجہ سوال میں کیونکہ یہ ہنوز موتم ہے اور موتم سے سجدہ لازم نہیں اور اگر بعد سلام امام کے پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے علے عموم الصور المذکورۃ ولا سجود علیہ ان سلم سہوا قبل الامام او معہ وان سلم بعدہ لزمہ لکونہ منفردا حینئذ بحر ۱۲ شامی فی تحت سجود المسبوق سہوا ج ا ص ۴۹۹۔ اور اس مسبوق کو قبل کلام وتحویل عن القبلۃ بنا رجائز ہے ویسجد للسہو ولو مع سلامہ للقطع مالم یتحول عن القبلۃ او یتکلم در مختار با شامی ج ا ص ۵۰۵۔ اور دوسرے کے کہنے سے کھڑے ہونیمیں احتیاط یہ ہے کہ اُس کے کہنے کے ذرا بعد کھڑا ہو تاکہ قیام اپنی رائے سے ہو اس کا امتثال نہ ہو کیونکہ نمازی کو غیر نمازی کے امتثال کا مفید غیر مفسد ہونا مختلف فیہ ہے اگرچہ اصح عدم فساد ہے حتی لو امتثل امر غیرہ فقیل لہ تقدم او دخل فرجۃ الصف احد فی سعۃ فسدت بل یمکث ساعۃ ثم یتقدم برایہ قہستانی معزیا للزاہدی وسیاتی فیہ در مختار ۱۲ قولہ وسیاتی فی باب الامامۃ عند قولہ ولیصف الرجال وقد مناعن الشرنبلالی عدم الفساد وتقدم تمام الکلام ہناک ۱۲۔ شامی ج ا ص ۸۱۴ فقط واللہ تعالی اعلم بالصواب

مسئلہ (۳۱) طریق ادائے رکعات مسبوق در ظہر و مغرب

سوال جو شخص فرض ظہر یا عصر کی چوتھی رکعت میں شریک ہوا وہ تین رکعت باقی کس طور سے ادا کرے کس رکعت کے بعد جلسہ کرے اور کن رکعتوں میں ختم سورۃ کرے کے رکعۃ بدون سورۃ کے پڑھے اور جو شخص تیسری رکعت میں شریک ہوا وہ دو رکعت باقی کس طور سے ادا کرے جو مغرب کی تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا وہ اپنی دو رکعت باقی کسطور سے ادا کرے جلسہ اور ختم سورۃ کن رکعت میں کرے فقط

الجواب جسکی ایک دو رکعۃ امام کے ساتھ فوت ہوگئی ہو اس کو مسبوق کہتے ہیں اُس کی باقی نماز حق قرأت میں اول ہوتی ہے اور حق تشہد میں آخر ویقضی اول صلوۃ

فی حق قراۃ و آخرہا فی حق تشہد در مختار پس جو شخص ظہر یا عصر میں چوتھی رکعت میں شریک ہوا بعد فراغ امام کے کھڑا ہو کر ثنا و تعوذ پڑھکر فاتحہ و سورۃ پڑھے اور یہ رکعت پوری کرکے قعدہ کرے پھر کھڑا ہو کر دہ رکعت بھی فاتحہ و سورۃ سے پڑھکر پچھلی رکعت فقط فاتحہ سے پڑھکر نماز تمام کرے اور جو تیسری میں شریک ہوا وہ دونوں رکعتیں فاتحہ و سورۃ سے پڑھے اور اُن دونوں کے بیچ میں جلسہ نہ کرے دونوں کے بعد قعدہ اخیرہ کرکے فارغ ہو۔ جو مغرب کی تیسری میں شریک ہوا وہ دونوں میں فاتحہ و سورۃ پڑھے اور ہر رکعتہ پر بیٹھے۔ فقط۔ واللہ اعلم۔ اشرف علی عفی عنہ۔

مسئلہ (۴۳) بوسہ دادن قطعہ غلاف بیت اللہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمار دین مسئلہ ہذا میں کہ شہر موریس کی جامع مسجد میں قبلہ رخ کی دیوار کے ساتھ محراب کے متصل بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا دو گز لمبا اور سوا گز چوڑا لٹکایا ہوا ہے اور وہاں کے باشندے میمن وغیرہ سب سوداگر لوگ خاص و عام بعد فراغ ہر نماز پنجگانہ کے اُس ٹکڑہ کو بوسہ دیتے ہیں اور بعد نماز جمعہ کے تو بوجہ کثرت نمازیوں کے بوسہ دینے میں بہت ہی ہجوم کرتے ہیں۔ کوئی چار بوسہ دیتا ہے کوئی زیادہ کوئی کم جیسا کہ کسی کا موقع لگا دیا ہی اُس نے کیا اور کوئی کثرتِ ہجوم کی وجہ سے محروم بھی رہجاتا ہے اور اس امر میں اس کو بہت معظم سمجھ کر کمال کوشش کرتے ہیں کسی قدر جاننے والے لوگ تو تعظیم کا بوسہ دیتے ہیں اور عوام کا حال معلوم نہیں کہ وہ کیا سمجھ کر بوسہ دیتے ہیں۔ لیکن ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اس میں بہت مبالغہ کرتے ہیں آیا یہ امر شرعاً موجب ثواب ہے یا کسی امر خارجی کی وجہ سے مستوجب عذاب ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب غلاف کعبہ زادہا اللہ تنویرا کے تبرک ہونے اور اس کی تقبیل تبرک کے جواز میں تو کوئی کلام نہیں۔ اگر بوسہ دینے میں صرف اسی قدر اعتقاد ہو اور کسی کو ایذا بھی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں موجب ثواب و برکت ہے اور غلو کرنا علماً یا عملاً

مذموم اور مستوجب عذاب ہے مثلاً اس کی تقبیل کو فرض وواجب کے برابر سمجھنا۔ یا مسلمانوں کو اژدحام سے ایذا دینا اس غلو اعتقاد کے دفع کے لئے حضرت عمرؓ نے حجر اسود کو خطاب کر کے فرمایا تھا اعلم انک حجر لا تنفع ولا تضر الحدیث اور اس غلو عملی کے رفع کے لئے آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا تھا جس کو صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے وہذہ عبارتہا ویستلمہ ان استطاع من غیر ان یوذی مسلما لما روی ان النبی صلعم قبل الحجر ووضع شفتیہ علیہ وقال لعمرؓ انک رجل اید تؤذی الضعیف فلا تزاحم الناس علی الحجر ولکن ان وجدت فرجۃ فاستلمہ والا فاستقبلہ وہلل وکبر ولان الاستلام سنۃ والتحرز عن اذی المسلم واجب ھ جب حجر اسود کی تقبیل میں یہ غلو منع ہے جو جزو کعبہ ہے سو غلاف کعبہ کے تقبیل میں بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا کہ محض ایک منفصل شے ہے اگرچہ اقتران سے متبرک ہوگیا۔ واللہ اعلم۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اس جوار میں یہ معمول ہے کہ بعد خطبہ عید کے منبر سے اُتر کر مصلے پر بیٹھ کر بعض بعد صلوٰۃ عید دعاء مانگتے ہیں یہ فعل شرعاً کیسا ہے۔ بینوا توجروا؟ مسئلہ (۱۵) دعا بعد از خطبہ عید

الجواب کہیں ثابت نہیں اگرچہ دعاء ہر وقت جایز ہے مگر یہ تخصیص بلا دلیل شرعی ہے البتہ بعد نماز کے آثار کثیرہ میں مشروع ہے اور دبر الصلوٰۃ اوقات اجابت دعاء بھی ہے۔ بہر حال بعد نماز دعاء نکرنا اور بجائے اُس کے بعد خطبہ مقرر کرنا تغیر سنت ہے اور قابل احتراز وہذا کلہ ظاہر واللہ تعالےٰ اعلم۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل مفصلہ ذیل میں کہ خطبہ جمعہ مشتمل بر اشعار اردو وفارسی وغیرہ کے پڑھنا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں اور اگر ہے تو بلا کراہت جائز ہے یا با کراہت اور درصورت جواز کے کہ بلا کراہت ہو اولیٰ کیا ہے اور کس طرح مسئلہ (۱۶) اشعار اردو و فارسی در خطبہ جمعہ

خطبہ کی عادت کرنی چاہیے یعنی اُردو وغیرہ کے اشعار والا خطبہ پڑھا کرے یا فقط عربی کے الفاظ اور عبارات پر اختصار لازم ہے کہ علے وجہ المسنون ادا ہووے اور طریقہ سلف صالحین اور عمل علمار عاملین کیا ہے۔

دوم۲ یہ کہ قیام مروجہ مولد شریف کا منکر یا تارک کیسا ہے آیا کافر ہے یا خارج از سنت وجماعت۔ اور اس کی امامت جائز ہے یا نہیں اور نیز زید کہ بوجہ اختلاف علمار کے کہ رحمت ہے درصورت شرکت مجلس مولد شریف اور قیام قاری کے اتباعاً للقائمین بلا اکراہ غیر طوعاً قیام کرتا ہے اور درصورت خود قاری ہونے کے قیام نہیں کرتا ہے اور سائلین مسئلہ قیام سے بلا تامل یوں کہدیتا ہے کہ مسئلہ معلوم میں اختلاف علمار ہے لیکن میرے نزدیک مانعین کو ترجیح ہے اور قائمین کو بھی علمار ذوالکرام امت خیر الانام جانتا ہوں اُن کو کسیطرح متہم نہیں کرتا ہوں آخر ہمیشہ سے علمار میں اختلاف ہے اور اسی بنا پر اتباعاً للقاری قیام کرتا ہوں اور اگر میرے نزدیک قیام بالکل بے اصل ہوتا تو ایسی مجالس میں مجکو شرکت کی کون ضرورت تھی جس کا خلاصہ عقیدہ تساوی جانبین معلوم ہوتا ہے تو پھر ایسی صورت میں زید کو منکر قیام قرار دیکر کافر یا خارج از سنت وجماعت کہکر زید کی امامت کو منع کرسکتے ہیں یا نہیں۔ یا زید مسلمان ہی رہیگا اور اس کی امامت بلا تامل مثل دیگر مسلمانان قرار دیجاوے گی پھر اگر عمرو کہ مولوی بشیر الدین صاحب قنوجی کے کہ عمل بالحدیث میں مشہور ہیں اور قصص اُن کے معلوم ہیں ہم عقاید لوگوں اور مولوی صاحب کے ہوا خواہوں اور تو ابعین سے بلا تکلف ملاقات کرتا ہے اور سلام علیک بھی مثل دیگر اشخاص کے کرتا ہے اور ان کی موت وحیات و دیگر رسوم دنیوی وغیرہ میں شریک بلا تامل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں فساق ظاہر الفسق کی تعظیم تکریم دنیوی اور پیام وسلام میں ملوث ہے لیکن بوجہ نفسانیت کے حقیقت میں اور بوجہ مذکورہ

بالا ظاہر ہیں زید کو کافر اور خارج از سنت وجماعت کہکر سلام علیک کرنا منع اور اس
کی امامت کو ناجائز کہتا ہے اور تمام مسلمانوں کو اس ابلہ فریبی سے گمراہ کرتا ہے اور ہر ایک
مسلمان کو ان کے عقیدوں میں گمراہ اور کافر ٹھیرا کر موجب شر و فساد گوناگوں ہوتا
ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور یہ مفتی ماجن ہے یا نہیں اور بحکم حدیث صحیح کے
وہ قول اس کا بہ نسبت زید کے مثل فوارہ ہوتا ہے یا نہیں اور کفر کہا ہوا اس
کا اسی پر آتا ہے یا نہیں درصورت عود کفر کے یا برتاؤ نفاق اس کی امامت یعنی
عمرو کی جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کا شرع میں کیا حکم ہے وجداللہ بینوا ومن اللہ توجروا

الجواب۔ واللہ سبحانہ الموفق للصواب۔ اشعار فارسی وغیرہ خطبہ میں پڑھنا جائز
ہیں اس واسطے کہ جب خطبہ بقدر تشہد مسنون کی زبان عربی میں پڑھا اور کچھ اشعار
فارسی یا اردو وغیرہ میں تو خطبہ بقدر مسنون زبان عربی میں ادا ہوگیا اور اشعار
فارسی وغیرہ واسطے تفہیم عوام کے اور پند و نصیحت کے کچھ منافی خطبہ کے نہیں ہیں
پس جواز اشعار فارسی وغیرہ میں کچھ تامل نہیں اور اگر بالفرض خطبہ بالکل کسی زبان
میں سوائے عربی کے پڑھا جب بھی عند الامام ابی حنیفہ جائز ہوا اور اسی پر فتوی
ہے۔ قال فی الدر المختار وکفت تحمیدة او تہلیلة او تسبیحة للخطبة المفروضة مع الکراهة
وقالا لا بد من ذکر طویل واقله قدر التشهد الواجب انتہی۔ وقال ایضا وصح
شروعہ بتسبیح وتہلیل وسائر کلم التعظیم کما صح لو شرع بغیر عربیة ای لسان کان
وشرط عجزہ وعلی هذا الخلاف الخطبة وجمیع اذکار الصلوة انتہی وقال فی
رد المختار وشرط عجزہ عن التکبیر بالعربیة والمعتمد قولہ بل سیاتی ما یفید
الاتفاق علی ان العجز غیر شرط۔ انتہی۔ اور ان اشعار فارسی وغیرہ پڑھنے میں کراہت
نہیں لیکن سلف صالحین اور علمار متقدمین سے منقول خطبہ بتمامہ زبان عربی میں ہے
اور یہی اولی ہے بسبب موافقت سنت کے اور اسی کی عادت کرنا چاہئے اور قیام

تعظیمی ذکر مولد شریف کا منکر نہ کافر ہے اور نہ خارج ہے فرقہ ناجیہ اہلِ سنت وجماعت
سے پس اقتدا سے اس کے منع کرنا بہت برا ہے نماز پیچھے اُس کے جائز ہے اور
کافر کہنے والا اُس کا بھی کافر نہیں مرتکب ہے امر قبیح کا نماز پیچھے اُس کے جائز
ہے اور بلاشبہ ایسا شخص کہ بلاوجہ کسی مسلمان پر حکم کفر کا کرتا ہے داخل ہے
حکم مفتی ماجن میں منع کرنا اور باز رکھنا اس کا ایسے امر سے مسلمانوں پر لازم ہے
فقط۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد۔ محمد ارشاد حسین

اقول مستعینا باللہ سبحانہ وتعالےٰ دونوں جواب صحیح ہیں واقعی خطبہ میں اشعار
وغیرہ پڑھنا غیر مستحسن ہے اور مکروہ کے دو معنے ہیں ایک بوجہ دلیل مستقل کے دوسرے
بوجہ مخالفت سنۃ کے پس اگر اشعار مذکورہ تغنی کے ساتھ پڑھے جاویں تو مکروہ بالمعنی
الاول ہے ورنہ بالمعنی الثانی بویدہ ما فی احکام النفائس وسئلت ایضا عما اعتادہ
اکثر خطباء زماننا من قرأۃ الخطبہ بالعربیۃ وتضمین بعض الاشعار الفارسیۃ
اوالھندیۃ ھل یجوز ذلک فاجبت بان قرأۃ الاشعار فیھا ان کان بالغناء
الممنوع عنہ فی الشریعۃ فلا ریب فی کراھتھا وان کان بالعربیۃ لما فی نصاب الاحتساب
ھل یجوز للمذکر ان یقرء علی المنبر دوبیتی کما اعتادہ مذکروا زماننا فالجواب
انہ ورد فی الحدیث من اشراط الساعۃ ان توضع الاخیار وترفع الاشرار وان
تقرء المثناۃ علی روس الناس والمثناۃ ھی التی تسمی بالفارسیۃ دوبیتی من صحاح
الجوھری والفقہ فی منعہ انہ غناء وانہ حرام فی غیر المنبر فما ظنک فی موضع
یعد للوعظ والنصیحۃ قال العبد اصلحہ اللہ وقد ظفرت علی ھذا الحدیث بعد
ما کنت اجلس للعامۃ فی المنابر بتوفیق اللہ اکثر من ثلاثین سنۃ فحمدت اللہ علی
انی وان کنت لم اعلم حرمۃ ھذا الفعل ولکنی لم اذکر مثناۃ یعنی دوبیتی
قط فی منبر ما جلست فیہ انتہی کلامہ وان لم یکن بالغناء فالکراھۃ لکونہ

جواب دوم از حضرت مولانا [illegible] بر جواب مولوی ارشاد حسین

مخالفا للسنة واخلا فی اصناف البدعة وکذا قرأة بعض الخطبة بالعربیة و بعضها بالفارسیة لا تخلو عن الکراهة للتقریرات السابقة فلیحفظ هذا کله فان الناس عنه غافلون بل یرتکبون امر اشنیعا و یحسبون انهم یحسنون۔ اور اہل سنت وجماعت سے خروج بسبب بدعت کے ہوتا ہے اور بدعت کے معنے در مختار میں یہ لکھے ہیں۔ وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة اھ اور صاحب رد المحتار نے اس تعریف کو ابن حجر کی طرف نسبت کیا ہے اور شمنی سے دوسری تعریف کہ صدق میں اسی کے مساوی ہے نقل کی ہے۔ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلعم من علم او عمل او حال بنوع شبهة واستحسان وجعل دینا قویا وصراطا مستقیما اھ اور قیام متعارف کا معروف و متلقی عن الرسول ہونا کسی دلیل سے کہ جس کی مخالفت جائز نہ ہو مشکل ہے صراحۃً تو کہیں ثبوت نہیں وهو ظاهر رہا قواعد کلیہ سے سو وہ متردد فیہ ہے فریق ثانی بھی کلیات سے استدلال کرتا ہے اور کسی طرح مثبت کو منکر پر ترجیح نہیں بلکہ مانع بظاہر موافق طرز سلف کا ہے ایسی حالت میں اگر فعل کا نہ ہونا بھی عرق ریزی سے ثابت ہو جاوے تو مغتنم ہے نہ کہ عدم فعل کا بدعۃ وخلاف سنت ہونا۔ ؎

علی اننی راض بان احمل الهوی و اخلص منه لا علی و لا لیا

اگر ترجیح مثبت کی بھی مسلم ہو تب بھی استحسان غایۃ ما فی الباب ثابت ہوگا نہ سنیت و وجوب اور مستحب منصوص کا تارک قابل ملامت وخارج اہل سنت وجماعت سے نہیں ہوتا چہ جائیکہ مستحسن قیاسی اور قیاس بھی غیر مجتہدین کا فافہم بلکہ جب فعل مستحب کو عوام جہلا ضروری سمجھنے لگیں تو اس کا ترک اولیٰ بلکہ ضروری ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں اس فعل کو فقہا مکروہ فرماتے ہیں فی الدر المختار۔ وسجدة الشکر مستحبة

به یفتی لکنہا تکرہ بعد الصلوۃ لان الجملۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ اھ فی الرد المختار قولہ فمکروہ الظاہر انما الخ یمراد انہ یدخل فی الدین مالیس منہ ط اھ بہر حال زید کسی طرح مبتدع وخارج اہل سنت وجماعت سے نہیں البتہ عمرو اس تشدید وتکفیر وتبدیع وتجاوز عن حدود الشرع کی سبب سخت مبتدع ہے اُس کی امامت مکروہ ہے فی الدر المختار ۔ یکرہ امامۃ مبتدع اھ اور مسلم سُنّی کو کافر یا بدعتی کہنا معصیۃ اور اس پر اصرار فسق ہے اور فاسق کی امامت بھی مکروہ ہے فیہ ایضا وفاسق اھ ۔ پس عمرو کی امامت دو وجہ سے مکروہ ہے اور دو وجہ کراہت کے جمع ہونیسے کراہت اشد ہو جاویگی کما لایخفی اور زید کی امامت بلا شبہ بلا کراہت جائز ہے اور تقریر بالا سے جب عمرو کی غلطی فاحش ثابت ہوئی اس کا ماجن ہونا بھی معلوم ہوگیا ایسے مفتی کو فتوی دینے سے ممانعت کرنا حاکم پر واجب ہے فی الدر المختار یل یمنع مفت ماجن یعلم الحیل الباطلۃ کتعلیم الردۃ اھ قولہ کتعلیم الردۃ الخ وکالذی یفتی عن جہل یا شہنبلالیہ عن الخانیۃ رد المختار ھذا ما عندی والعلم الحقیقی عند اللہ تعالی فقط ۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ ۔ من اصاب فقد اجاد واصاب فیما افادہ حررہ محمد عبد الغفار عفا عنہ رب العباد بجاہ الرسول والہ الامجاد

الجواب صحیح ۔ شبیر علی عفی عنہ   قد اصاب من اجاب محمد صدیق دیوبندی

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جس بھینس کا بچہ مرجاتا ہے اسکو گدہی گوڑتے ہیں یعنی اگلے پاؤں باندھکر فرج میں مع اس کی دم کے ہاتھ ڈالتے اور آہستہ آہستہ اس کی پیٹھ پر ہاتھ مارتے ہیں بعدہ ہاتھ کو پاک کرکے اس طریقہ سے جو دودھ حاصل کرتے ہیں اُس دودھ کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا ۔

الجواب ۔ چونکہ کوئی وجہ دودھ کی حرمت کی نہیں اس لئے دودھ کا کھانا

حلال و جائز ہے واللہ اعلم۔ ما قولکم رحمکم ربکما اندریں مسائل کہ (۱) جمعہ کے خطبوں کے درمیان یا آخر بطور وعظ خطبہ کا ترجمہ کر دینا جائز ہے یا نہیں (۲) خام قبروں کو خفیف چونے سے قلعی کر دینا کیسا ہے (۳) نماز میں دو سورتیں اسطور پر پڑھنا کہ درمیان میں ایک سورت چھوٹ جائے مثلاً اول میں سورہ فتح دوسری میں سورہ اخلاص پڑھنا کیسا ہے (۴) چند نادانوں نے لفظ ہاں سے اپنی بیبیوں کو طلاق دیا ہے انکی فلاح کی کوئی صورت شرعاً ہے یا نہیں (۵) تاش تعلیمی جو بارہ کاغذ پر دو تختیاں الف بے کی لکھتے ہیں اور چند اشخاص آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں پھر ایک شخص ایک حروف رکھتا ہے دوسرے نے اگر کوئی لفظ بنالی تو اُس سے وہ پتہ لے لیا تیسرے نے ایک حروف اور ملا کر اگر لفظ بنالی تو وہ پتے اس کے ہوگئے یونہیں جبتک شرکا بناتے جائیں اور اگر کوئی نہ بنا سکا تو وہ سب پتے اول کے ہونگے یہ کھیلنا جائز ہے یا نہیں اور اگر ہار جیت نہ رکھی جائے اور سب پتے اکٹھا رکھے جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب سوال (۱) جائز ہے ھکذا الیستفاد من العالمگیریۃ۔ واللہ اعلم۔

جواب سوال (۲) اگر استحکام کیلئے ہو جائز ہے اور زینت کیلئے نہیں جائز ہے واللہ اعلم

جواب سوال (۳) اگر درمیان میں بڑی سورت چھوٹ جاوے جسمیں دو رکعت ہو سکیں جائز ہے چھوٹی ناجائز۔ **جواب سوال** (۴) ایک دو طلاق میں قبل عدت رجعت و بعد عدت تجدید نکاح ممکن ہے اور تین میں بجز حلالہ کے کوئی صورت نہیں۔

جواب سوال (۵) اگر ہار جیت نہو تو جائز ہے بلکہ مبتدیوں کے حق میں شاید مفید ہے

واللہ اعلم۔ ۶ رمضان ۱۳۱۵ھ

تحقیق مسئلہ مستفسرہ کھجور

یہ معاملہ کہ نصف تاڑی ٹھیکہ دار لیوے اور نصف مالک کو دیدے خود معاملہ باطل ہے خواہ وہ تاڑی یا اُس کا گڑ حلال ہو یا حرام وجہ یہ کہ یہ معاملہ بیع ہے یا اجارہ۔

اگر بیع ہی سو اول تو بیع مجہول ثانیاً موضع غرر میں مثل لبن فی الضرع ثالثاً دونوں بدل ایک شخص کے ملک میں داخل ہونگے اور بیع کی ماہیت مقتضی اس کی ہے کہ ایک بدل ملک بائع میں ہو دوسرا ملک مشتری میں۔ اور اس صورت میں بیع الشئ بملک نفسہ لازم آتا ہی وہو باطل۔ اور اگر اجارہ ہی جیسا کہ ظاہر یہی ہی سو یہ داخل قفیز الطحان ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ جس اجرت کے تحصیل عامل کے عمل پر موقوف ہو اسکا اجرت مقرر کرنا بمقابلہ عمل اُس عامل کے حرام ہے اور یہاں ایسا ہی ہی کیونکہ تحصیل اجرت یعنی نصف تاڑی کا موقوف اوپر استخراج اس شخص کے ہی اور یہ نصاً ممنوع ہے ثانیاً اجرت کا معلوم ہونا واجب ہی اور یہاں مجہول المقدار ہی غرض یہ معاملہ کسی عقد صحیح میں داخل نہیں اسلیئے باطل ہی۔ اب رہی تحقیق حلت و حرمت اُس کی اور اُسکے گڑ کی سو یہ امر تو ظاہر ہے کہ قبل سکر وہ حلال ہی اور بعد سکر حرام و نجس اور انقلاب ماہیت و زوال سکر سبب حلت۔ پس اگر گڑ پکا کر بنایا جاوے۔ بدون اسکے کہ اُسمیں کوئی شئے مخلوط ہو جیسے نیشکر کا بنتا ہی وہ حلال ہو جاویگا اور حکم اُس کا مثل مثلث کے ہی اور اگر کسی چیز نجس کو مخلوط کرکے بناتے ہوں سو چونکہ خلط بالنجس موجب نجاست ہے وہ مرکب نجس و حرام رہیگا اور اس صورت میں قلب ماہیت مفید نہیں جیسے دقیق معجون بالخمر حرام ہے خواہ اُسکی روٹی مسکر نہو بوجہ تنجس کے تکذا اُمدادا۔ فتامل۔ حاصل یہ کہ اگر گڑ حلال بھی ہو تب بھی یہ عقد باطل و حرام ہی اور وجہ حرمت کی منحصر سکر میں نہیں جو رفع اسکا مستلزم رفع حرمت کو ہو بلکہ وجوہ حرمت متعدد ہیں اور یہاں وہ حرمت موجود ہے کما مر سابقا۔ فقط

سوال۔ نطفہ جبتک علقہ مضغہ رہے اسوقت تک اسکا اسقاط کسی وجہ سے کر دینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو قتل نفس کا گناہ ہوگا یا کچھ کم؟

الجواب۔ جبتک روح نہ آوے اسقاط حکم قتل نفس میں نہیں لیکن بلا ضرورت مکروہ

حکم اسقاط علقہ و مضغہ

ہے اور بعذر جائز۔ اور بعد نفخ روح حرام وکبیرہ وقتل نفس زکیہ فی الدر المختار ویکرہ ان
تسقی لا سقاط حملها وجاز بعذر حیث لا یتصور فقط

سوال۔ بعد سقوط علقہ ومضغہ جو دم آویگا وہ دم نفاس ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ نہیں۔ فی الدر المختار والنفاس دم یخرج عقب ولد او اکثرہ ولو
منقطعا عضوا عضوا الا اقلہ۔ فقط

سوال۔ خروج وصعود ثدیین علامت بلوغ ہے یا نہیں۔ یعنی اگر خروج ثدیین قبل
حیض ہوجاوے اور غالب یوں نہیں ہوتا ہے تو وہ بالغہ قرار دیجاویگی یا نہیں اگر بالغہ
نہوگی تو بعد جماع اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ یہ علامت بلوغ کی نہیں ہاں مراہقہ کی دلیل ہے۔ جماع سے اس پر غسل
فرض نہیں البتہ تعلیما واعتیادا وتادیبا اس پر تاکید غسل کی کیجاویگی۔ فی الدر المختار
والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل فان لم یوجد فیهما شیء منها فحتی یتم لکل
منهما خمسۃ عشر سنۃ بہ یفتی وایضا فیہ لو کانا مکلفین ولو احدهما مکلفا
فعلیہ فقط دون المراهق لکن یمنع من الصلوۃ حتی یغتسل ویؤمر بہ الی
عشر تادیبا فقط ۳ ذیحجہ ۱۳۱۸ھ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین حق میں اس شخص کے جو بلا عذر شرعی
فرض نماز کو ترک کرے۔ شرعا اس کا کیا حکم ہے۔ اور اسکے ساتھ اختلاط اور ساتھ کھانا پینا
اور بولنا کیسا ہے۔ اور اگر زوجین میں ایک ایسا ہو تو نکاح باقی رہیگا یا نہیں اور صحبت
حلال ہوگی یا حرام اور اولاد کیسی ہوگی اور اگر بعد مرنے اس شخص کے زجرا اس کے
جنازے کی نماز نہ پڑھیں تو کیسا ہے۔ اور اگر نصیحت نماز سے برا مانے یا کوئی کلمہ استخفاف
وانکار کا کہے تو کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب تارک الصلوۃ عمدا کے باب میں علماء کے اقوال مختلف ہیں صحابہ میں سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت عبد اللہ بن عباس و حضرت معاذ بن جبل و حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت ابو الدرداء و حضرت ابو ہریرہ و حضرت عبد الرحمن بن عوف اور غیر صحابہ میں سے امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و نخعی و ایوب السختیانی و ابو داود الطیالسی و ابو بکر بن ابی شیبہ کا قول ہے کہ وہ شخص کافر ہو جاتا ہے اور حماد بن زید و مکحول و امام شافعی و امام مالک کے نزدیک کافر تو نہیں ہوتا مگر قتل کیا جاوے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کفر اور قتل کا حکم نہیں کیا جاتا مگر قید شدید میں رکھنا چاہیے اور خوب سزا دینا چاہیے اور اسقدر ماریں کہ بدن سے خون بہنے لگے یہانتک کہ توبہ کرے یا اسی حالت میں مرجاوے (تفسیر مظہری و نفع المفتی و در مختار) اور اُس سے اختلاط و خور و نوش و گفتگو ترک کر دینا چاہیے کہ اسوقت بجائے حبس اسقدر ممکن ہے اور حبس کی غرض بھی یہی ہے کہ تنگ ہو کر توبہ کرے (حدیث کعب بن مالک کی اس باب میں دلیل ہے) اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بنی اسرائیل معاصی میں واقع ہوئے عالموں نے منع کیا وہ باز نہ آئے پس اُن کے پاس بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے۔ پس اُن کے دلوں کا انکے دلوں پر اثر پڑ گیا پس لعنت کی ان پر اوپر زبان داؤد اور عیسےٰ بن مریم کے یہ اسوجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اٹھ بیٹھے فرمایا کبھی تم کو نجات نہو گی جب تک اہل معاصی کو مجبور نکرو گے۔ رواہ الترمذی و ابو داود۔ اور جن علماء نے اس شخص کو کافر کہا ہے ان کے نزدیک نکاح باقی نہ رہیگا اور صحبت حرام ہو گی اور اولاد حرام ہو گی معاذ اللہ منہ اور زجر کیلئے اگر اہل علم و فضل اسکے جنازے کی نماز نہ پڑھیں تو جائز ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدیون و قاتل نفس پر نماز نہ پڑھی تھی اور جیسا فقہائے حنفیہ نے قاطع طریق و مکابر و باغی و قاتل احد الابوین پر نماز نہ پڑھنے سے بغرض انکی اہانت کے منع کیا ہے (در مختار) اور امام مالک سے منقول ہے کہ اہل فضل فساق پر

(جیسے بے نماز) نماز نہ پڑھیں تاکہ اُن کو عبرت ہو (نودی شرح مسلم) اور اگر نماز سے تنفر یا اعراض
ظاہر کیا یا تحقیر و استہزا سے پیش آیا کافر ہو جائیگا کیونکہ اہانت حکم
شرعی کی کفر ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ
اشرف علی ١٣٠٠ از گروہ اولیا
ہو العلیم الخبیر۔ صد آفریں مجیب مصیب کو کہ امر حق کو کریز قلم فرمایا جزاہ اللہ
سبحانہ خیر الجزاء۔ حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ تعالے بفضلہ الشامل
محمد عادل حاکم محکمہ شرعی
واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والآجل۔ صح الجواب۔ حررہ سید محمد احسان الحق عفی عنہ
سید محمد احسان الحق
ہو المصیب۔ واقعی نماز کا ترک کرنیوالا بحیثیت ترک صلوٰۃ ایسی ہی
زجر و توبیخ کا مستحق ہے جو مجیب مصیب نے تحریر فرمایا ہے۔ کتبہ العبد الضعیف محمد علی عفی عنہ
ذلک الجواب لاریب فیہ حررہ العبد الراجی غفران اللہ القوی محمد عبد الغفار
اللکھنوی عفی عنہ۔ الجواب صحیح والمجیب نجیح احمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسۃ العلوم کانپور

سوال۔ زید و عمرو باہم نزاع میکنند کہ سلام علیک بلفظ گفتن فقط مسنون است یا لفظ دیگر ہم ازین
مشتق باشد میتواں گفتن پس زید میگوید کہ ورائے ایں لفظ کہ جناب شارع علیہ السلام براں
نص فرمودہ یعنی السلام علیکم دیگر منہی عنہ و بدعۃ است۔ عمرو خلافش میکند و میگوید کہ
مشتقات ایں لفظ ہم داخل سلام است و میتوانم گفت تسلیم و تسلیمات و نیز ضرورت
نیست کہ السلام علیکم بجمیع لفظہ لاتجزء و کلامہ درست نباشد بلکہ داخل ہمیں سنت است انچہ
وضیعان شریفان مے گویند مثلاً سلام میاں سلام صاحب وغیرہ۔ البتہ ورائے ایں دیگر
الفاظ سلام کہ درعرف میرزایان عجم متداول و متعارف گشتہ مثل آداب عرض و کورنش و مجرا وغیرہ
بدعت است اما نہ بدعت مذمومہ و مستقبحہ کہ گویندش سیئ و بزہ کار باشد بلکہ از قبیل مباحات
واگرچہ بندگی گفتن ہم کہ بنا بر عموم و مفہوم خویش کہ درکلام عرب عبد بمعنے مولا و مملوک ہم
آمدہ مضائقہ ندارد لیکن بنظر مشترک بودن ایں لفظ بہ عبدیت معبود حقیقی و تبادر ازذہان
عوام و قصور افہام شان بریں معنے سزاوار نیست کہ کس بایں چنیں کلمہ سلام گوید۔ المختصر

دریں قول کدام یک از زید وعمر وصادق است آیا ہر وضیع وشریف را لفظ سلام علیکم
فقط بمخاطب خود باید گفت یا دیگر ہم از الفاظ مذکورہ میتواں گفت بینوا بالکتاب توجروا
عند الملک الوہاب۔ فقط

الجواب۔ تحقیق دریں باب آنست کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امر فرمودہ اند کہ وقت
لقاء مسلم سلام باید کرد عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا لقی احدکم
اخاہ فلیسلم علیہ الخ رواہ ابو داؤد وہر چند ایں کلام مفید سنیت نیست لیکن
در مامور بہ بالمعنی الاعم بودنش کلامے نیست پس بلا ریب مخالفت آں نمودن بدعۃ خواہد
شد باقی ماند کلام اندرینکہ کدام بدعت خواہد شد بنظر غائر چناں مے نماید کہ بدعت مذمومہ مستقبحہ
باشد چرا کہ مزاحم ومراغم سنت است وایں چنیں بدعۃ سیئہ میباشد فی الاحیاء وانما
المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماموراً بہا الخ اقول ثبت کون السلام ماموراً
بہ بالحدیث المذکور وقت اللقاء فاذا لم یسلم وقت اللقاء بل اتی بلفظ آخر
صارت السنۃ متروکا وغیرہا موثرا وہی المراغمۃ کما لا یخفی ایں تقریر مبنی بر
اصول کلیہ بود واگر فروع وجزئیات تفتیش کنیم ہم مویدش میسر آید عن ہلال بن یساف
قال کنا مع سالم بن عبید فعطس رجل من القوم فقال السلام علیکم فقال سالم
وعلیک وعلی امک فکان الرجل وجد فی نفسہ فقال اما انی لم اقل الا ما
قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذ عطس رجل عند النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال السلام علیکم فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم وعلیک وعلی
امک اذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ رب العلمین ولیقل لہ من یرد
علیہ یرحمک اللہ ولیقل یغفر اللہ لی ولکم رواہ الترمذی وابو داؤد ایں
حدیث دلالۃ صریحہ دارد برانیکہ آداب شرعیہ را ترک نمودہ دیگر الفاظ را بجائش استعمال
نمودن امر منکر است تا آنکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہمچنیں سالم کلمۂ نفقہ کہ موجب

غیظ مخاطب گردید فافہم اکنوں باید دید کہ کدام لفظ را مخالف سنت گوئیم وکدام را مماثل قرار دہیم پس ظاہر براں حکم میکنند کہ اگر اند کے زیادہ یا نقصان یا تقدیم یا تاخیر ہم راہ یابد مخالف سنت باشد یوید لا ماروی عن جابرؓ قال امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت علیک السلام یا رسول اللہ قال لا تقل علیک السلام فان علیک السلام تحیۃ الموتی رواہ الترمذی افاد الحدیث امرین احدہما ان تقدیم المؤخر وبالعکس مخالف للسنۃ والثانی ان ما خالفہا ہذہ المخالفۃ منہی عنہا حیث قال لا تقل۔ اما تواں گفت کہ تغیر یسیر جائز باشد کما ورد علیہ قولہ تعالیٰ قالوا سلاما قال سلام الآیہ وقولہ تعالیٰ سلام علیکم بما صبرتم الآیہ ویحتمل کہ انکار بر علیک السلام بسبب تحیت موتی بودنش باشد پس غایۃ ما فی الباب لفظ سلام میاں وغیر آں از تسلیم وتسلیمات شاید گنجائش دارد اما آداب و کورنش وغیرہ در بدعت مذموم بودنش اشتباہی نیست کما مر ولفظ بندگی اقبح جمیع است از بعض ثقات شنیدہ شد کہ بعض سلاطین جابرہ بجائے تحیۃ مقرر نمودہ بود کہ زائر پیش پایہ تخت سر نہادہ لفظ بندگی گوید پس منشار آں بلا ریب جاہلیت وقبیحہ است پس علاوہ دلائل مذکورہ وایہام معنے عبودیت خود تشبہ باہل جاہلیت وجہ وجیہہ است بر منع آں عن عمران بن حصین قال کنا فی الجاہلیۃ نقول انعم اللہ لک عیناً وانعم صباحا فلما کان الاسلام نہینا عن ذلک رواہ ابو داؤد و آنکہ در اکثر بخیار سودائے فرق در سلام وضیعان وشریفان پختہ منشائش کبر است کہ ارذل خصال دل است اگر فرق ضرور لیست در رسوم ومعاملات دنیا مضائقہ ندارد وسلام از امور دین است دراں فکر فرق کردن چناں است کہ وضیعان را گوئیم کہ ظہر سہ رکعت گذارید کہ درمیان ما وشما فرق بدست آید وہو کما تری واگر دل گوارا نمناید سلام وتسلیم ونحو ہما تسلیم نمایند ودیگر الفاظ واجب الترک است وفیما ذکرنا کفایت

الطالب الانصاف انشاء اللہ تعالیٰ واللہ اعلم۔ فقط۔

سوال۔ قرأۃ خلف الامام در نماز ماثور است یا نہ وحنفیہ ازچہ باتناعش کوشیدہ اند و در نماز جنازہ سورۃ فاتحہ خواندن ہم سنت است یا مستحب یا مکروہ و ممنوع مسح گردن اندر وضو مستحب است یا بدعت۔ بینوا توجروا۔

الجواب خلص کلام دریں باب آنست کہ احادیث باب بر سہ نوع منقسم است بعضے دلالت بر وجوب دارد بعضی دلالت بر جواز کما فی قولہ لا تفعلوا الا بام القرآن و بعضی دلالت بر امتناع دارد کما ذکرہ الامام محمدؒ فی موطاہ رجوع نمودیم باقوال و افعال صحابہ آنہا را مختلف یافتیم رجوع بقیاس نمودیم۔ وجوہ ترجیح وتطبیق علی انکار شتی بر آمد فکل اخذ بما رای علماء حنفیہ احادیث وجوب را محمول بر مطلق قرأت عام از حقیقیہ وحکمیہ یعنی تبعا للامام داشتند کما ہو موید ببعض الروایات مثل قولہ علیہ السلام من کان لہ امام فقرأۃ الامام قرأۃ لہ الحدیث او کما قال و حرمت را بر جواز ترجیح دادند کما ہو مقرر فی اصولہم لئلا یلزم تکرار النسخ پس عمل بر دلائل وجوب در ضمن قرأۃ امام بدست آمد باقی ماند دلائل جواز و منع اگر جائز را ترک کنیم ملامتی نیست بخلاف ارتکاب ممنوع کہ محل خطر است۔ این است مسلک حنفیہ۔ اما کلام در سنیۃ قرأۃ فاتحہ در صلوٰۃ جنازہ پس باید دانست کہ سنت بدو معنی اطلاق کردہ میشود یکے آنکہ احیاناً برائے بیان جواز وغیر آں از مصالح شرعیہ شارع علیہ السلام فعلے کردہ باشند و بدیں معنی سنیت فاتحہ در صلوٰۃ جنازہ انکار کردہ نمیشود چنانکہ ابن عباسؓ اقرار اسنت فرمودہ اند۔ دیگر آنکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بقصد استحسان آں حیثیے عمل کردہ باشند چنانکہ اکثر اطلاق این لفظ بر ہمیں معنے است باین معنی در سنیت فاتحہ کلام است امام صاحبؒ نفی فرمودہ اند و دیگر فقہا باثبات کوشیدہ اند و اگر انصاف کنیم قول ترمذی را بیاد آریم الفقہاء ہم اعلم بمعانی الحدیث از مجتہدان مطالبہ نمیرسد کہ این معنے از کجا تعیین کردند در حق شان استغفار قلبا

درشرح صدر کافی است پس رفتن امام صاحب بسوئے سنیت بالمعنی الاول ودیگر ائمہ بسوئے معنے ثانی گنجایش دارد از ایشاں طلب دلیل بمنزلہ طلب دلیل است از صیرفیان درحکم کردن بہ جودۃ وردأۃ فضہ وذہب فافہم وانصف علاوہ براں ابن عمرؓ کہ شدید التفحص والاتباع از سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود درجنازہ فاتحہ نمی خواند کمارواہ مالکؒ فی موطاہ۔ ایں روایت ہم موید ابی حنیفہؒ است مزید براں لفظ حدیث فاخلصوا لہ الدعاء رواہ ابن ماجہ موئد است مر رائے امام صاحب را کہ اصل صلوۃ جنازہ دعا است و اخلصوا چگونہ اشارہ لطیف مے کند کہ غیر دعا بدعا مشوب نکردہ شود ازہمیں جا اگر بہ نیت ثنا ودعا خوانند اجازت میفرمایند وفعل شارع اگر برہمیں معنی محمول کردہ شود بجاست بہرحال شرح صدر مجتہدی وفعل ابن عمرؓ ولفظ اخلاص موید رائے امام ہمام است چہ خوشتر کہ اگر خوانند بہ نیت دعا خوانند کہ عمل بالحدیث ہم میسر شود واز اختلاف کبراء دین ہم بیروں آیند واللہ اعلم۔ اما مسح گردن پس علماء برسہ شعب راہ گرفتند سنیت واستحباب وکراہت۔ اقرب الی التحقیق قول ثانی است روایات حسان دریں باب وارد شدہ کہ مفید استحسان عمل و مثبت فضائل میتواں شد ذکر تلک الروایات وحید عصرہ المولوی عبدالحی اللکھنوی فی رسالۃ تحفۃ الطلبہ فی مسح الرقبہ واللہ اعلم۔ فقط

سوال۔ لفظ مولے بمعنے اولی بالتصرف درکلام عرب منقول است یا نہ ونیز درکتب لغت بمعنے مولی محبوب ہم آمدہ است یا بایں معنی ندارد واگر آمدہ است درکدام لغت باید حسبت بینوا توجروا۔ **الجواب**۔ درمنتہی الارب است مولی خداوند وبندہ وآزاد کنندہ و وآزاد کردہ وہمنشین وقریب ونزدیک ودوست وہمسایہ وہم سوگند وپسر وبرادر وبہ مہمان فرود آئندہ وانبازہ وپسر خواہر ویار ومددگار وصاحب وپرورندہ ونعمت دہندہ ونعمت دادہ شدہ ومہربان وپیرو وداماد وشوی خواہر مردو خسرا انتہی مختصراً۔ ومعنی اولی بالتصرف از نظر نگذشتہ و بمعنے دوست از منتہی مذکور شد واللہ اعلم

سوال (۱۶۹) مطلب عبارت لمعات کہ در باب کلام ابوبکر رضی اللہ عنہ با زہرا رضی اللہ عنہا آمدہ

سوال شیخ عبدالحق محدث دہلوی در شرح اشعۃ اللمعات میفرمایند در باب فدک از صحیح بخاری که از وقتیکه با جناب صدیق و حضرت زہرا دریں باب مکالمہ واقع گشت ازاں باز جناب سیدہ مطہرہ از حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کلام نکرد تا اینکہ انتقال فرمود و رخت ارتحال کشید از ظاہر کلام شیخ رح از مضمون صحیح بخاری پیداست کہ ایں عدم تکلم از بنا بر ہماں ملالت است پس مدلول حقیقتش چیست۔؟ **الجواب** پر ظاہر است کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ در منع فدک مستند بدلیل شرعی قطعی مسلم عند علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا بود پس اگر ہجران حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نیز قبلہ و کعبہ سفیان ہستند بنا بریں علما محققین لم یتکلم را بر معنے لم یتکلم فی ہذا الامر محمول کردہ اند و لو سلمنا کہ لم یتکلم بر معنے متبادر محمول باشد تاہم چہ دلیل کہ ایں ہجراں از ملالت بود و اگر بروایتے تصریح ہم بر آید ممکن کہ ظن راوی باشد فقیر میگوید کہ انصاف پسنداں غور فرمایند کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ با ابی بکر رضی اللہ عنہ رشتہ محرمیت نسبیہ یا رضاعیہ نمیداشتند پس عدم تکلم فیما بینہما مقتضائے حالت اصلی و موجب سیادت و عفت سیدہ است پس بر حالت اصلی چگونہ حیرت دست دادہ بلکہ اگر تعجب باشد از تکلم باید کہ چرا با اجنبی مکالمت فرمودند لیکن چوں ضرورت طلب حق بود ایں استبعاد ہم مرفوع است لاسیما کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ در حضرت سیدہ رفتہ مستدعی صفا و رفع کدورت شدند چنانچہ در بعض روایات کہ نشانش دریں وقت مستحضر نیست آمدہ و حضرت سیدہ رفع ملال فرمودند و اگر گوئیم کہ انقباض تا لب گور ہمراہ بردند پس ایں انقباض طبع بود کہ رفع ان غیر مکلف واز لوازم بشریت است و لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا خصوصاً اگر دلیل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بزعم و اجتہاد ایشاں ماول بتاویلی باشد نہ بر ایشاں ملامت کہ باجتہاد خود خویش را مستحق مے پنداشتند و نہ بر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ ایشاں باتباع اجتہاد خود مامور بودند تقلید حضرت سیدہ جائز نبود خصوصاً وقتیکہ اجتہاد شان موافق باشد باجتہاد سائر صحابہ و ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

تمام شد

تالیفات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہم

ضیاء القلوب	۴ر	غذائے روح	۳ر	گلزار معرفت	۲ر
تحفۃ العشاق	۱ر	جہاد اکبر	۱ر	درد نامہ غمناک	۰ر
ارشاد مرشد	۰ر	وحدۃ الوجود	۰ر	کلیات امدادیہ	۱۰ر
تصفیۃ القلوب ترجمہ ضیاء القلوب					۴ر

تالیفات حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

امداد السلوک	ترجمہ رسالہ مکیہ تصوف فارسی	۴ر
ہدایۃ الشیعہ	بجواب اعتراضات شیعہ	۳ر
جیبی زبدۃ المناسک	مسائل حج معہ عربی بول چال	۳ر
البراہین القاطعہ	رد بدعات	۱۲ر
لطائف رشیدیہ	استفسارات متعلقہ آیات قرآنی معہ پردہ مروجہ شرفائے ہند	۱ر
قطوف دانیہ تحقیق جماعت ثانیہ	مسجد محلہ میں تکرار جماعت کی کراہت فقہ و احادیث صحیحہ سے فارسی	۱ر
رسالہ تراویح	بیس رکعت تراویح کا احادیث صحیحہ سے ثبوت اور غیر مقلدین کا رد	۱ر
رسالہ جمعہ	اہلحدیث کے ایک فتوے کا جواب احادیث صحیحہ سے	۱ر
رسالہ وقف	اوقاف قرآنی کا احادیث سے ثبوت	۰ر
ہدایۃ المعتدی	قرأت خلف الامام میں یہی ایک رسالہ ہے جسکو مخالفین نے بھی پسند کیا ہے	۲ر ۱ر
سبیل الرشاد	چند مسائل مختلفہ حنفیہ و اہلحدیث میں منصفانہ محاکمہ	۱ر
فتوے میلاد	عرس ۔ میلہ ۔ مولد شریف کے حسن و قبح کا بیان	۱ر
فتویٰ ظہر احتیاطی	ظہر احتیاطی بعد الجمعہ کا جواب	۔ر

تالیفات حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

صفائی معاملات	فقہ کے ضروری مسائل متعلق خرید و فروخت و ٹھیکہ وغیرہ	۱ر
جزاء الاعمال	بھلے برے اعمال کے ساتھ جزا سزا کا لازمی تعلق	۱ر
حق السماع	گانا سننے پر محققانہ مضمون	۱ر
اصلاح الخیال	نیچریہ خیالات کی اصلاح بجواب ایک طولانی خط کے	۲ر
شجرہ مع تعلیم الطالب	حضرت حاجی صاحب کے شجرہ میں مقام دفن مشائخ و تاریخ وفات اضافہ کئے گئے ہیں	۱ر
اقتصاد	در بحث تقلید و الاجتہاد	۲ر
تحقیق المہدی و المسیح	مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق سوالات کا جواب	۱ر
فتاوے اشرفیہ	بہت سے مسائل کے جوابات در حص[illegible]	[illegible]
خطب ماثورہ	آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین[illegible]	[illegible]
تکمیل الیقین	احکام اسلامیہ کی حکمتیں	[illegible]

القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب	۱ر	تحقیق تعلیم انگریزی	۲ر	طریقہ مولد	[illegible]
		علاج القحط والوبا	۲ر	زاد السعید	۱ر
سبق الغایات	۴ر	حقوق الاسلام	۰ر	اصلاح ترجمہ نذیریہ	۱ر
حفظ الایمان	۔ر	تجوید القرآن	۰ر	تمہید السبیل	[illegible]
قصائد قاسمی	۲ر	فیوض قاسمیہ	۲ر	میلاد خدا شناسی	[illegible]
انتصار الاسلام	۴ر	تصفیۃ العقائد	۲ر	تحفہ تحیہ	
مسامرہ فی شرح المسایرہ	۸ر	ترجمہ برہان مؤید	۴ر	رسالہ علم غیب	
		مجموعہ نصیحۃ المسلمین	۲ر	چہل حدیث	
فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ ام الکتاب	۱ر	ترغیب الصلوٰۃ	۲ر	جہد المقل	
		احسن القرٰی فی توضیح اوثق العرٰی			
رد مکائد غیر مقلدین					